

صُفِّ مَطْهَرَةً فِيهَا كُتِبَ قِيَمَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
آخر آمد ز پس پرده تقدیر پدید

یعنی

(اُرُو و ترجمہ)

مکتوبات امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ

د فتراول — حصہ سوم

(تصحیح و حواشی و ترجمہ)

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی
خطیب امام سجد حضرت امام گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

(ناشر)

مدینہ پبلشنگ کمپنی بک دروڈ کراچی

(مجلہ حقوق ترجمہ بحقیق ناشر محفوظ نظر ہیں)

جلع اول — آفٹ ایڈیشن — ۱۹۷۱ء

کتاب — مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی جلد اول حصہ سوم

مترجم — مولانا محمد سعید احمد نقشبندی - لاہور

طابع و ناشر — مدینہ پبلشنگ کمپنی - بند روڈ کراچی

مطبع — مشہور آفٹ پریس - کراچی

تعداد — دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت — حصہ اول - دو سو سو روپے

مجلد مع پلاسٹک کور

صلیٰ علیہ وسلم

مدینہ پبلشنگ کمپنی - بند روڈ - کراچی

فہرست مکتوبات امام ربانی (اردو حصہ سوم و فہرست اول)

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|--|-------|
| ۲۵ | ۱۔ اللہ تعالیٰ ایک وحید ہے خزانہ قہر اس نے پیدا کر وحید ہی سے عالم ظہر میں مدد کر رہا ۲۵ | مکتوب نمبر ۱۳۸ اس بیان میں کہ اوائلی عقل اگر صحیح ہو تو اس کو عموماً قرآن میں سے کسی قسم کے فہم ہونے کا باعث ہوتا ہے یعنی اس کا حاصل ہے۔ ۲۳ | |
| ۲۵ | ۲۔ تشریحات پر دلالت کرنے والا ہے۔ اس بات کا بیان کہ اتحاد و وحدت اور عباد اور محبت اور ایمان ذاتی کا علم ممکن نہیں ہے۔ ۲۵ | ۳۔ ایسا حلال کی تعلیم کر دینا چاہیے کہ عقل جہالت میں گھبرائے ہوئے عقل سے۔ ۲۴ | |
| ۲۵ | ۳۔ کشف صحیح والے علامات حق تعالیٰ کو سیدھے تحقیق جاتے ہیں۔ ایک مثال سے اس کی وضاحت ۲۵ | ۴۔ ایک ذات خود کو تسلیم کرنا اور اس کے ماسوا کو اور ہم و خجالات قرار دینا سوسطانی کا موجب ہے ۲۴ | |
| ۲۵ | مکتوب نمبر ۱۳۹ اس بیان میں مخاطب کو چاہیے کہ تمام انصاف اور اخلاقی آئینہ کی تلقین کرے۔ ۲۴ | ۵۔ اس بیان میں کہ استطاعت و وجوب حق کی تشہد ہے۔ استطاعت نہ پہننے کی صورت میں حق کی ادائیگی حصول طلبی کی نسبت تفسیر اور نکات میں واقف ہے۔ ۲۴ | |
| ۲۴ | ۶۔ جو کچھ فہم و دہش کے عرصہ میں آئے اس کی عقل کے تحت فکر کر لی چاہیے۔ وجہ کی بھی دیکھ کر نہیں۔ اس وقت کو دہش کے ماحول میں کاوشیں کرنا چاہیے۔ ۲۴ | ۶۔ فقرہ خدا و خداوندی کی محبت میں عدم تصور عظیم خداوند کی نشانی ہے۔ ۲۵ | |
| ۲۴ | ۷۔ جو دراجبہ راہ عمل الذات ہے۔ جو درگو میں فہم نہ کرنا تو اہم نظری کے باعث ۲۴ | ۷۔ اہم نام کو چھوڑ کر غیر اہم میں مشغول ہونا غیر مناہب ہے۔ ۲۵ | |
| ۲۴ | ۸۔ شیخ علاء الدین کے قول کی نقل اس حدیث میں کہ مرتبہ و جہ سے ادب گزار کر کے نکلتے۔ دہش و گمراہی میں چھوڑ دینا۔ ۲۴ | مکتوب نمبر ۱۴۰ اس بیان میں کہ جو صبر (انسان) اور ناگزیر حاصل اسفات اور اس کے الیہ کے غائب ہیں مگر وہ اس کے ساتھ مطہریت اور ملکوتیت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ۲۳ | |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|--|
| ۳۰ | تقریر اور یا محبت کا باعث ہے۔ | ۲۸ | الغرض رسول اللہ میں جو کچھ آتا ہے وہ طریق اولیٰ |
| ۳۱ | بہترین مخلوقات بھی انسان اور بہترین ملکات بھی ہیں۔ | ۲۸ | ملک میں رہتا ہے۔ |
| ۳۱ | تعلقات کی میل پیل سے عمل آزادی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ آپ کے ہند | ۲۸ | قنای اللہ اور عا با اللہ کے حصول سے گرفتاری |
| ۳۱ | انبیاء کرام اور دوسرے اولیاء ہیں۔ | ۲۸ | گمان نہ کرے کہ ممکن و واجب بن جاتا ہے۔ |
| ۳۱ | مکتوب نمبر ۱۳۱ | ۲۸ | بلکہ حقیقی اس طرح کے مطلب کو عارف ہی ہے کہ |
| ۳۱ | اس بیان میں کہ طوہیات احوال کا پورا قبائلیہ | ۲۸ | اس ذات سے کچھ بھی اقرار نہیں نہ آئے اور اس کا کچھ |
| ۳۲ | مکتوب نمبر ۱۳۲ | ۲۸ | نشان بھی معلوم نہ ہو۔ |
| ۳۲ | حضرات علما بھگوان کے طریقہ کی شان کی ہمت کی | ۲۸ | مکتوب نمبر ۱۳۳ |
| ۳۲ | کے بیان میں۔ | ۲۸ | اس بیان میں کہ والدین کی خدمت اگرچہ حسرت |
| ۳۲ | یہ جان لیں کہ حضرات علما بھگوان کا طریقہ مطلوب | ۲۸ | میں سے ہے لیکن مطلب تحقیق تک وصول کے واسطے |
| ۳۲ | مکمل پہنچانے میں تمام دوسرے طریقوں سے نریا دور تر ہے۔ | ۲۸ | محض بیکار رہی میں داخل ہے۔ |
| ۳۲ | دوسروں کی نہایت ان کی استعدا میں لائق ہے | ۲۸ | اللہ کا حق تمام مخلوق کے حقوق پر مقدم ہے |
| ۳۲ | ہر سب کچھ مست کی پابندی اور بدعت سے بچنے کی وجہ | ۲۸ | مخلوق کے حقوق کی ادائیگی خدا تعالیٰ کے حکم کی فرماں |
| ۳۲ | سے ہے۔ احوال و لواحقین کو احکام شرعیہ کے تابع کیا | ۲۸ | بردار کی وجہ سے ہے۔ |
| ۳۲ | گیا ہے۔ | ۲۸ | مکتوب نمبر ۱۳۴ |
| ۳۳ | بعض شائقین ملقات کے میں طریقہ میں بہت سی | ۳۰ | بلکہ حقیقی کی ترقیب اور مطلب سے چوٹی کے |
| ۳۳ | حق باتیں رائج کر دی ہیں۔ | ۳۰ | سوائے کسی شے پر کفایت نہ کرنے کے بیان میں۔ |
| ۳۳ | مشعلہ نماز تہجد اہمیت اور پرہیزگیت کے | ۳۰ | السلام جمع من احب |
| ۳۳ | سائنہ ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ عمل مکروہ ہے۔ | ۳۰ | مطلب کو دروازہ اللہ میں تلاقی کرنا چاہیے۔ |
| ۳۳ | نماز تہجد میں ایک دوسری بدعت کا بیان۔ | ۳۰ | ان معنی کا حصول شیخ محمد ابراہیم کی ترجمہ سے ثابت ہے |
| ۳۳ | مکتوب نمبر ۱۳۵ | ۳۰ | اور اس کی ترجمہ مرید کے انضمام اور محبت کے انکار سے |
| ۳۳ | دولت مندوں کی محبت سے احتساب اور انفرادی | ۳۰ | کے مطابق ہے۔ |
| | | ۳۰ | مکتوب نمبر ۱۳۶ |
| | | ۳۰ | اس بیان میں کہ انسان کی ہامیت اس کے |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|---|
| ۳۸ | دوستی میں طولی کی کھڑ ہے۔ | ۳۴ | کی نسبت کی تفریق کے بیان میں۔ |
| ۳۸ | مکتوب نمبر ۱۳۷ | ۳۴ | نہرو کی جانب کٹی گیا، کی صدر نشینی سے |
| ۳۸ | نماز کی شان کی جندی کے بیان میں | ۳۴ | بغیر ہے۔ |
| ۳۸ | جہاد و است میں لذت ادا کی دایگی میں کھفت | ۳۴ | ان من اذوا چکرو اولاد کے عہد افکیم |
| ۳۸ | کو دور نہ جانا خصوصاً راست نمازیں اللہ تعالیٰ کی | ۳۴ | فاحذرو ہند۔ |
| ۳۸ | مکتوب نمبر ۱۳۸ | ۳۵ | مکتوب نمبر ۱۳۳ |
| ۳۸ | موتی ہے اس میں جس کی کچھ حصہ نہیں۔ | ۳۵ | اس بیان میں گرفت کو نصیحت پانٹا چاہیے |
| ۳۹ | مکتوب نمبر ۱۳۸ | ۳۵ | اور وقت کی مستد رکھنی چاہیے۔ |
| ۳۹ | کیمینی دنیا کی خدمت اور دانی میں امداد باقیات | ۳۵ | رسوم و عادات سے کچھ کام نہیں بننا۔ |
| ۳۹ | سے دور رہنے کے بیان میں۔ | ۳۵ | حالات السوفون |
| ۳۹ | وہ اللہ تعالیٰ کو رحمت ناپسند ہے۔ | ۳۶ | مکتوب نمبر ۱۳۴ |
| ۴۰ | ان من اذوا چکرو اولاد کے عہد والکھ | ۳۶ | تسویف و تشریحی دیگر کو یہ کام کہوں گا اور |
| ۴۰ | فاحذرو ہند۔ | ۳۶ | تاخیر سے روکنے کے بیان میں۔ |
| ۴۰ | دنیا داروں کی صحبت و مجلس زہر قائل ہے۔ | ۳۶ | مکتوب نمبر ۱۳۵ |
| ۴۰ | مدیریت میں قواعد لغتی احنا و ذهب | ۴۰ | ولایت غامہ اور غامہ کے بیان میں۔ |
| ۴۰ | نکشا دیہہ۔ | ۴۰ | ولایت خاصہ محمدیہ عروج و نزول کے رد و قبول |
| ۴۱ | مکتوب نمبر ۱۳۹ | ۴۰ | پستوں کے اقتدار سے تمام مراتب ولایت سے |
| ۴۱ | اس بیان میں کہ اس بد نصیب گروہ کی خدمت | ۴۰ | محبت از ہے۔ |
| ۴۱ | کرنا چاہئے جو ان کے اور پاحترام میں کرتا ہے۔ | ۴۰ | آسمانیت علی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوا۔ |
| ۴۱ | خلوق کی طرف سے ایذا اور دانت مشق کے | ۴۰ | اور آپ دینت بھری سے مشقت ہوتے آپ کے |
| ۴۱ | تھنوں میں سے ہے۔ | ۴۰ | کال تبیین کو می سے عقد دتا ہے۔ |
| ۴۱ | مکتوب نمبر ۱۴۰ | ۴۰ | مکتوب نمبر ۱۳۶ |
| ۴۱ | اس بیان میں کہ رنج و محنت محبت کے لوازمات | ۴۰ | مطلب حقیقی کے حاصل کرنے میں تسویف اور |
| ۴۱ | ہیں سے ہے۔ | ۴۰ | تاخیر سے روکنے کے بیان میں۔ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|--|
| ۲۸ | مکتوب نمبر ۱۴۰ اس بیان میں کہ اس کام اور معرفت میں | ۲۲ | مکتوب نمبر ۱۴۱ اس بیان میں کہ اس کام اور معرفت میں |
| ۲۸ | اس کے برعکس ہے۔ | ۲۲ | کام اخلاص و محبت ہے۔ |
| ۴۸ | اس بارے میں مشائخ شریک رہے ہیں | ۴۲ | مکتوب نمبر ۱۴۲ اس بیان میں کہ ان بزرگوں کی نسبت اگر کوئی |
| ۴۹ | مکتوب نمبر ۱۴۳ اس بیان میں کہ میرا اللہ کا حکم اور | ۴۲ | میں کسی نسبت جو مانتے تھے، خود کو نہیں۔ |
| | بے حاصل ہے۔ اور اس بیان میں کہ اس کی | ۴۳ | مکتوب نمبر ۱۴۴ اس بیان میں کہ موسم ہوائی کو طبیعت جاننا چاہیے |
| | دو مانیات کے قوسل کے قریب میں ہیں | ۴۳ | اور بعد میں صرف نہیں کرنا چاہیے۔ |
| | کیونکہ اس میں دو قسم ہیں: ایک ہے | ۴۵ | مکتوب نمبر ۱۴۵ سیر و سڑک کے معنی کے بیان میں اور میرا |
| ۴۹ | سے دانت ہوتے ہیں۔ | | اور میرا اللہ اور میرا اور میرا کا بیان |
| ۵۰ | مکتوب نمبر ۱۴۶ اس بیان میں کہ نظم کسی عین سبب پر | ۴۴ | سیرا الی اللہ اور میرا اللہ و میرا کے حاصل |
| ۵۰ | ہوئی ہے۔ | | کرنے کے لیے ہیں اور میرا اللہ اور میرا اللہ |
| ۵۰ | لوگوں کی گفت و شنید سے دیگر ہیں جو | ۴۵ | کے حصول کے لیے ہے۔ |
| ۵۱ | مکتوب نمبر ۱۴۷ اس بیان میں کہ علمیت کے شان میں | ۴۶ | مکتوب نمبر ۱۴۸ اس بیان میں کہ نقشبندی مشائخ نے سیر |
| ۵۱ | ذات جو سبب ہے۔ | | رہنما عالم امرت اختیار کی ہے۔ اور اس کے بیان |
| ۵۱ | مکتوب نمبر ۱۴۸ میرا حضرت خواجگان کی زندگی کے بیان | | میں کہ اس طریقہ کے بعض مہندی خیر سزا گزیر ہوتے |
| | ہیں۔ اور یادداشت کا وہ معنی جو ان کا | ۴۷ | ہو۔ |
| ۵۱ | سنا ہے۔ | ۴۸ | مکتوب نمبر ۱۴۹ سبق کے تذکرہ کی نسبت کے بیان میں۔ |
| ۵۲ | مکتوب نمبر ۱۴۹ اس بیان میں کہ رسول کی اطاعت میں | ۴۸ | اساتذہ بزرگ دنیا کی گزشتہ طالب کہ |
| ۵۲ | کی اطاعت ہے۔ | ۴۸ | سے والا ہے۔ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|---|
| ۵۷ | بہ صورت چند روزہ زلفی لقمہ کے ساتھ مس کر لی جانی چاہیے۔ | ۵۱ | بہ صورت مس کر کے حالت مس کر میں ایسی باتیں کہی ہیں جو وہاں غلطی کے ذریعہ ان فرق کی خبر دیتی ہیں۔ |
| ۵۸ | مکتوب نمبر ۱۵۷ | ۵۲ | مکتوب نمبر ۱۵۳ |
| ۵۸ | اس بیان میں کہ جب کوئی دوا پیش کی خدمت میں جائے تو چاہیے کہ اپنے آپ کو محال تصور کرے تاکہ یہ ہو کہ وہ اس آئے۔ اور اس بیان میں کہ سب سے پہلے عقائد درست کرنے چاہییں۔ | ۵۳ | اس بیان میں کہ اسوہ کی غلامی سے عمل آزادی تو مطلق سے وابستہ ہے۔ |
| ۵۸ | حضرت خواجہ غلام غفران نے فرمایا ہے کہ اول شغل اور عاجزی و کار ہے۔ پھر کسی شکستہ دل کی توبہ یہ قبول ہوگی۔ | ۵۴ | احوال و مقامات میں گرفتار غریبوں کو نکال دینا |
| ۵۸ | جو کچھ لازم اور ضروری ہے اول یہ ہے کہ عقائد درست کیے جائیں۔ دوم احکام شرعیہ کا علم حاصل کرنا سوم اس علم کے مطابق عمل کرنا چہارم تہذیب اور تزکیہ کا راستہ اختیار کرنا۔ | ۵۴ | مکتوب نمبر ۱۵۴ |
| ۶۱ | مکتوب نمبر ۱۵۸ | ۵۴ | اس بیان میں کہ اپنے آپ سے گزرا چاہیے اور اپنے اندر آنا چاہیے۔ |
| ۶۱ | اس بیان میں کہ ترتیب کمال میں فرق استدلال کے فرق کے مطابق ہے۔ | ۵۵ | وَمِنْ نَفْسِكَ وَتَعَالَى۔ جو کچھ ہے سیری گوشتی کے نیچے ہے۔ |
| ۶۲ | مکتوب نمبر ۱۵۹ | ۵۵ | سیر و تاقی و دلی میں دلی پر مشتمل ہے اور سیر انفسی قریب و دور ہے۔ جو شخص اس سے ملے یا انکار کچھ دوا حق اور غراہ ہے۔ اس مقام کے حاصل ہونے سے قبل اس میں غرور و تکبر کرنا ممنوع ہے۔ |
| ۶۲ | مکتوب نمبر ۱۶۰ | ۵۵ | مکتوب نمبر ۱۵۵ |
| ۶۲ | اس بیان میں کہ ترتیب کمال میں فرق استدلال کے فرق کے مطابق ہے۔ | ۵۶ | اپنے اصل کی طرف رجوع کی ترغیب بیان میں |
| ۶۲ | مکتوب نمبر ۱۶۱ | ۵۶ | حُبِّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ صحیح حدیث ہے |
| ۶۲ | آلام اور مصائب بظاہر پہنچیں لیکن باطن میں شہرہ میں ہیں۔ | ۵۶ | بے چارہ و کمال جائے۔ اس کی پیشانی اس کے باطن میں ہے۔ |
| ۶۲ | حدیث مَا أَلَيْتَ إِلَّا الْغُرَبَاءَ الْمُتَعَوِّثَ | ۵۶ | مکتوب نمبر ۱۵۶ |
| ۶۲ | بانتظار عودۃ الہ | ۵۶ | اسی کی صحبت و مجلس کی ترغیب بیان میں |
| ۶۳ | مکتوب نمبر ۱۶۰ | ۵۶ | المرء مع من أحب |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|---|
| ۶۸ | اسلامی قلب کی نشانی | ۶۱ | اس بیان میں کہ مشائخ طریقت میں گروہ ہیں اور ہر گروہ کے عالم کی تشریح |
| ۶۹ | مکتوب نمبر ۱۶۲ | ۶۲ | پس اگر وہ اس امر کا قائل ہے کہ عالم حق تعالیٰ کی ایجاد سے خارج ہیں موجود ہے۔ اور جو کچھ اس میں ہے حق تعالیٰ کی ایجاد سے ہے۔ |
| ۶۹ | ماورضان مبارک کی فضیلت کے بیان میں اور قرآن مجید کے حاشیہ اس کی مناجات کا بیان اور کچھ اور کی جامعیت کا بیان | ۶۳ | دوسرا گروہ عالم کو حق تعالیٰ کا فعل قرار دیتا ہے اور بطریق تخلیقیت عالم کو خارج میں مانتا ہے۔ |
| ۶۹ | حدیث اکثر ہوا عدت کدر الشیخ الاسلام | ۶۴ | تیسرا گروہ وحدت وجود کا قائل ہے یعنی غایت میں وحدت ایک ذات موجود ہے اور بس |
| ۶۹ | حدیث نصرت محمد بن المؤمن القدر | ۶۵ | الاجیان مآشیت و اشیاء الوجود |
| ۷۱ | مکتوب نمبر ۱۶۳ | ۶۶ | تیسرا گروہ بھی اگرچہ واسل اور کامل ہے مگر اس کی باتوں کے مخلوق کو مشلات اور بے حیثیت |
| ۷۱ | اس بیان میں کہ ایمان اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ | ۶۷ | یہ چاہیے |
| ۷۱ | کفار سے عباد اور ان پر مسمیٰ قلوب عظیم ہیں داخل ہے۔ | ۶۸ | پس اگر وہ سب کا قائل ہے تو زیادہ مضمون اور کتابت سنت کے ساتھ سب سے زیادہ موافق ہے اور اس کا بیان۔ |
| ۷۲ | اسلام کی حرمت کفر اور ان کی کفر کی عوارض ہیں جن سے اسلامی کفر کی عزت کی اس نے ای اسلام کو نوازیہ کیا۔ | ۶۹ | اس ہند گروہ کو مقام وحدت سے جو نہایت مقامات سے مکمل حصہ ہے۔ |
| ۷۲ | کفر کو اپنی مجال میں جگہ دینا اور ان کے ساتھ جہنمی کرنا ایسی عزت دینے میں داخل ہے | ۷۰ | یہ درویش بھی پہلے توحید و ہدوی کا متفق تھا |
| ۷۲ | انہیں گنہگار کی طرح جاننا چاہیے | ۷۱ | مکتوب نمبر ۱۶۱ |
| ۷۲ | کفار سے دوستی کے نقصان کا بیان | ۷۲ | اس بیان میں کہ نازل سلوک کے کرنے سے محض و ایمان تحقیق کا حصول ہے جو اطمینان سے وابستہ ہے۔ |
| ۷۲ | بشریت عیسیٰ سے مقصود کا بیان | ۷۳ | اس امر کا بیان کہ ایمان نفس کی عین کتابت |
| ۷۳ | اسلام کے اصول کی علامت کفار کے ساتھ معارضہ ہے | ۷۴ | |
| ۷۳ | کفار سے دھماکا کرنا طلب کرنی چاہیے۔ | ۷۵ | |
| ۷۳ | جس طرح اسلام کفر کی ضد ہے اسی طرح آفت | ۷۶ | |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|---|
| ۷۳ | نہیں رکھنا چاہیے۔ اور ذکرِ کثیر شے درجہ میں رکھی | ۷۳ | دنیا کی منہ ہے۔ |
| ۷۷ | کا ازالہ کرنا چاہیے۔ | ۷۳ | نیک و نیکو طرح پر ہے۔ |
| ۷۷ | دو دن جو جعفری میں گرفتار ہو اس سے خبر کی | ۷۳ | سودے چاندی اور ریشم کے استعمال سے پرہیز |
| ۷۷ | کیا توقع ہو سکتی ہے۔ و درود پر تحقیر امتیاء کی | ۷۳ | کنا چاہیے۔ |
| ۷۷ | طرف اٹکی جو نفسِ امارہ اس سے بتر ہے۔ | ۷۳ | مباح امور کے دائرے کو بہت وسیع کر دیا گیا |
| ۷۷ | حضرت محمد و قدس سرہ کا اپنے کتے کے | ۷۳ | ہے۔ صل و حرمت کے بارے میں ہمیشہ فیضانِ علماء |
| ۷۷ | پھٹنے کا حکم دینا اور اس سے تباہی کا متعلق رہا | ۷۳ | کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ |
| ۷۷ | میرنگہ و کرتہ بارگ کثیر البرکت ہے۔ | ۷۵ | مکتوب نمبر ۱۶۳ |
| ۷۷ | مکتوب نمبر ۱۶۷ | ۷۵ | امور بیان میں کہ حق سبحانہ کا فیض خاص و عام |
| ۷۷ | پروردگار عالم کی بندگی کی توفیق اور باطل | ۷۵ | پر ہر وقت ہمیشہ وارد ہوتا رہتا ہے۔ اس کے قبول |
| ۷۷ | انہوں کی پرستش سے بچنے کے بیان میں | ۷۵ | کرتے یا نہ قبول کرنے کا فرق مخلوق کی طرف سے ہے۔ |
| ۷۷ | اللہ تعالیٰ کی مسرت کہ وہ بے گیت و بی مثال | ۷۵ | حق تعالیٰ سے مشرک پھرنے کی صورتیں دنیا |
| ۷۷ | ہے اور وہ باپ اور فرزند سے پاک ہے۔ اور بڑا | ۷۵ | اور اس کی نعمتیں میں غرق ہیں۔ |
| ۷۷ | کوشش کے لامحدود کی صلاحیت نہ رکھنا اور ہندو | ۷۵ | مکتوب نمبر ۱۶۵ |
| ۷۷ | کے مذاہن اور انبیاء علیہم السلام و السلام میں فرق | ۷۵ | صاحبِ شریعت کی متابعت اور اس کی |
| ۷۷ | مکتوب نمبر ۱۶۸ | ۷۵ | شریعت سے بعض وعدات کرنے والوں کے |
| ۷۷ | سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ہندی شان کے | ۷۵ | بیان میں۔ |
| ۷۷ | بیان میں اور اس جماعت کے حال کی شکایت کے | ۷۵ | کمالِ محبت کی علامت یہ ہے کہ پیغمبرِ اسلام |
| ۷۷ | بیان میں جنہوں نے اس طریقہ میں نئی نئی چیزیں | ۷۵ | کے دشمنوں سے کمالِ بغض رکھا جائے۔ |
| ۷۷ | لائے گئے ہیں۔ | ۷۵ | اہلِ جہاد اور بہت کو غور رکھنا چاہیے |
| ۷۷ | مکتوب نمبر ۱۶۹ | ۷۵ | حدیث میں وقر صلیب یا حدہ فقد اعطا |
| ۷۷ | اس سرید کے سوال کے جواب میں ہیں | ۷۵ | علیٰ ہدم الزکات۔ |
| ۷۷ | اپنے چہرے سے کھٹا کر اگر تو ابھی میرے خاص وقت | ۷۵ | مکتوب نمبر ۱۶۶ |
| ۷۷ | میں مداخلت کرے گا تو تیرا سر تن سے جدا کر دیا | ۷۵ | اس بیان میں کہ چند روزوں کی پروا نہ رہے |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|--|
| ۸۷ | مکتوب نمبر ۱۶۲ | ۸۲ | پیر نے اس کی بات کو پسند کیا۔ |
| | یعنی ان اہل اقصاء کے بیان کی بدولت | | و بتدار اور در بیان میں غلطی کو چھوڑ کے آیت |
| | میں کم اور یا رائے کے حصے آتے ہیں۔ اور اس بیان | ۸۳ | کے چھ نہیں دیکھا جاسکتا۔ |
| | میں کہ اس مقام میں عارف اپنے آپ کو دیکھ کر | ۸۴ | مکتوب نمبر ۱۶۳ |
| | سے باہر ہوتا ہے۔ اس کے سبب کم بیان اور اس | | اس بیان میں نہ آدمی کے لیے نہ طرح آدمی |
| ۸۷ | کی ظاہر شریعت سے مطابقت | | اور اس کی بجائے آدمی کے بغیر بارہ نہیں حقوق |
| | شرعیات کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت | ۸۴ | پہلی اور دوسری کی رعایت کے بغیر بھی بارہ نہیں۔ |
| | اس کی صورت تو ہے جو ظاہر بیان کرتے ہیں۔ | ۸۵ | مکتوب نمبر ۱۶۴ |
| | اور حقیقت وہ ہے جس کے ساتھ صوفیہ طایفہ | | اس بیان میں کہ جو فقرام پر لازم ہے یہ ہے |
| ۸۹ | مستاجر ہیں۔ | | کہ ہمیشہ اپنے کو ذلیل جائیں اور تاج خیال کریں۔ |
| | جیسا چاہیے اور تعلقات شریعہ و قالب اور | | اور عقائد ضرورت بجا آتے ہیں اور محدود |
| ۸۷ | قہر دونوں کے ساتھ مقصود ہیں۔ | | شرعیہ کی حفاظت کریں اور شریعت ملت کو دین |
| ۸۷ | سوال و جواب | | پہلے میں اللہ اپنے گناہوں کے غلبے کا شاہد کہنے |
| ۸۹ | مکتوب نمبر ۱۶۵ | ۸۵ | دینیں اور عدم بغیر کے انتظام کا خوف رکھیں |
| | پیر محمد عثمان کی طرف اس سوال کے جواب | | محدثین ان اللہ یطہر ہذا الامم |
| | میں جو انہوں نے کیا تھا۔ اور بعض اسرار غیب کا | ۸۵ | بالرحیل الشاہد |
| ۸۸ | بیان جو لفظی و انبیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ | | وہ مرد و عورت کے اندر دوسے آئے اور |
| | یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کہ اس | | مشتعلی کا اندازہ ظاہر کرے اسے شیر اور بلی کی طرح |
| | کے دو مقام ہیں اور ہر ایک مقام کے دو اختیار | ۸۵ | خیال لانا چاہیے۔ |
| ۸۸ | ہیں۔ | | اگر خدا کسی مرد کے آنے سے فرحت کریں |
| ۹۱ | مکتوب نمبر ۱۶۶ | ۸۵ | کریں تو اسے کفر اور شرک جانیں |
| | اس بیان میں کہ اس بارہ سے ویرانے میں | | مرد کے دل میں طبع اور اس سے دوسری نتائج |
| | میت سے تسلی نہیں کر سکتے۔ اور اس بعد قرب نما | ۸۵ | کی امید نہیں رکھنی چاہیے |
| | کے تسکین نہیں دیتے۔ اور اس بیان میں کہ جو واقعہ | ۸۷ | محدثین اللہ فیہ ان یمن علیہ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|---|
| ۱۵ | علوم شرعیہ کی تفصیل کی ترجمانی | ۹۱ | گھبراہٹ اور جہنم کا تصور تھا |
| ۴۵ | مکتوبات نمبر ۱۷۸ | ۹۲ | مکتوبات نمبر ۱۷۹ |
| | خود ہم نوازہ انجمن کی لائبریری میں کے ملحق | | انکساریت احوالی کے بیان میں اور شکر کا احوال |
| ۶۸ | احمدیہ کے انتقاص میں جن میں تو وہ اور شکر تھا | ۹۳ | اور حدیث فی ہم اللہ وقت کے معنی کا بیان |
| | خواجہ غلام حسنہ و وفات کا ذکر اور حسرت | ۹۴ | مکتوبات نمبر ۱۸۰ |
| | خواجہ غلام حسنہ کے کلام کے نقل کرنے اور جوہر سب | | اس بیان میں کہ وقت کی حفاظت اس دور کی |
| ۱۰۷ | مکتوبات نمبر ۱۸۱ | | ضروریات میں سے ہے شعر خوانی اور تفسیر قرآن |
| ۴۹ | مکتوبات نمبر ۱۸۲ | | کو دشمنوں کا حسد قرار دیتے ہوئے عامر بنی روایتی |
| | پیشہ از خداوند غلام محمد صادق کی طرف سے | ۱۰۴ | نسبت کی حفاظت میں مشغول رہنا چاہیے |
| | ان کے اس انتقاص کے جواب میں کہ اس کو یکہ سب | | اسی زندگی بسر کرنا چاہیے کہ بہت میں رہے |
| | ہے کہ میں دنیا کی ایک جماعت کو دیکھتا ہوں کہ قرب | | داروں کو بغیر قلب غیب سے بیرون ہو کر دور نظر |
| | الہی کے مراتب میں رہنے اور بہرہ بخشی ہے | ۱۰۶ | کا شمار نہ کیا گیا |
| | حفاظت و دور دوری و دور میں بلند رہا ہے | ۴۵ | مکتوبات نمبر ۱۸۱ |
| | اور ایک دور دوری جماعت کو دیکھتا ہوں کہ وہ آپ | | آپ کے اہل سنت و جماعت کے خلاف حفاظت |
| | قرب میں تو قریب رہتی ہے مگر حفاظت مذکورہ | ۴۵ | کی نصیحت کی ترجمانی بیان میں |
| ۵۵ | نیچے ہے | ۵۵ | مکتوبات نمبر ۱۸۲ |
| | صاحب جو کہ ہے ہر دو ملک جو کہ ہے | | ایک شخص کی سفارش اور دوسرے دار عایدی کی مخالفت |
| | کلمات کو مستحیدہ رکھا گیا ہے اور اس کے ظاہر کو | ۹۵ | کی تدبیر میں |
| ۹۹ | عوام الناس کی طرح ظاہر رہا ہے | | احسان کو ناظر بنادھا چھوٹا ہے لیکن قریب و جوار |
| | حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اہل بیتان قریب | | داروں کے ساتھ احسان کرنا غامض کرنا یاد آچھا ہے |
| ۹۹ | کرنے کے لئے کے بیان میں | | اور ہر دار عایدی جیسا سلام کا اہل جوار کے حقوق کی |
| | محبت علی کرم اللہ تعالیٰ و جہد کے قول سے | ۹۵ | راہنہ میں ہر بار تاکید فرماتا |
| | لوگ نہت القضاہ و عدا و دوت یقینا کے مار | ۹۶ | مکتوبات نمبر ۱۸۳ |
| ۱۰۵ | تعدیان میں | | بصیرت اور وقت بھاری کو نصرت جاتے ہو |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|--|
| ۱۱۵ | مکتوب نمبر ۱۹۴ | ۱۱۰ | نقشبندہ را فقیہہ ذکر کرنے اور ذکر کرنے کے طریقہ کے |
| ۱۱۵ | جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۹۳ کے متعلق ایک | ۱۱۰ | بیان میں - |
| ۱۱۵ | استفسار کے جواب میں - | ۱۱۰ | المراد ان کے دروازے پر ایک خلعت پر کی صورت |
| ۱۱۵ | شمسہ اگرام میں وہ فضیلتیں ہیں جو انبیاء میں | ۱۱۱ | ظاہر ہو کر اسے بھی مل میں لے جاتے - |
| ۱۱۵ | نہیں ہیں حالانکہ فضیلت بھی انبیاء کو حاصل ہے - | ۱۱۱ | جانتے ہو یہ کہ وہ ہے ۶ ہر وہ ہے جس سے |
| ۱۱۴ | مکتوب نمبر ۱۹۳ | ۱۱۱ | حق تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے میں تو مستفاد کرنا ہے |
| ۱۱۴ | حفاظت کی روشنی کی ترغیب اور احکام فقہیہ دلائل | ۱۱۱ | عرب کا کلام اور دامن اور شجرہ پر ہی امر یہی کی |
| ۱۱۴ | حرام وغیرہ کے سیکھنے پر ابھارنے اور اسلام کی حریت | ۱۱۲ | تحقیقت سے غافل ہے |
| ۱۱۴ | کے بیان میں اور دین کی ترویج کی ترغیب میں - | ۱۱۳ | مکتوب نمبر ۱۹۱ |
| ۱۱۴ | گوید کہ فرامین اور اس کی اولاد کے قتل کرنے کا | ۱۱۳ | ایسا کہ کام کی قرابت کی ترغیب میں اور اس |
| ۱۱۴ | کام بہت خوب ہے - اور وہ وہ ہندوؤں کی سنگت | ۱۱۳ | بیان میں ان احکام شرعیہ میں اپنی آسانی کو ملحوظ رکھا |
| ۱۱۸ | عظیم کا باطل ہوا - | ۱۱۳ | کیا ہے - |
| ۱۱۸ | بزرگ پڑھنے سے متصور و گنداری کی قلت و خرابی ہے | ۱۱۳ | ہزار سالہ راہ فاضلیں اور مجاہدے بھی اگر قرابت |
| ۱۱۸ | کفار سے جہاد و اذان پر اپنی ضروریات دین | ۱۱۳ | ایسا کہ نور سے نور نہ ہوں تو ان کی ایک جو جتنی |
| ۱۱۸ | میں سے ہے - | ۱۱۳ | قیمت نہیں ہے - اور وہ یہ کہ قیصر کے بار و جہ |
| ۱۱۸ | احکام شرعی کی تبلیغ کے لیے اظہار کرامت و | ۱۱۳ | نبیائے کرام کے حکم کے مطابق ہے ان لیا ضات کی |
| ۱۱۸ | تواضع کی کچھ ضرورت نہیں - | ۱۱۳ | فستہ میں - |
| ۱۱۸ | ما ابو ذی نہیں مثل ما ابو ذین | ۱۱۳ | نماز اور شکر اور کھاتے پیتے اور لباس وغیرہ |
| ۱۲۰ | مکتوب نمبر ۱۹۳ | ۱۱۳ | میں مانی کا بیان |
| ۱۲۰ | ترویج کرامت ائمہ و ائمہ دین پر ابھارنے کے | ۱۱۳ | ان آسمانوں کے باوجود ان کی شخصیات احکام شرعیہ |
| ۱۲۰ | بیان میں | ۱۱۳ | مطلوبہ ماننے کو وہ مرض قلبی میں مبتلا ہے - |
| ۱۲۰ | لما، سہو دین کے چار ہیں اور بہترین علم | ۱۱۳ | درستی یقین کا فقدان ہے - ایسے لوگ جو |
| ۱۲۰ | بہترین مخلوق ہیں - | ۱۱۳ | حدود - جسے اس صورت تصدیق ہے حقیقت |
| ۱۲۰ | مکتوب نمبر ۱۹۳ | ۱۱۳ | تصدیق میں |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|--|
| ۱۲۵ | عرفت رومی کا مجموعہ الاقتصاد | ۱۲۵ | توسیع شریعت پر ایمان رکھنے اور نصف و مکمل و کمال |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۱۹۹ | ۱۲۵ | اسلام پر پہنچ کر انصاف کے افکار کے بیان میں |
| ۱۲۵ | مکتوب الیہ میں جو بروہن عقلی کی غلبہ کی | ۱۲۵ | جہلت الخلفاء علی حسب من احسن |
| ۱۲۵ | قیاس کے بقول کہنے کے بیان میں | ۱۲۵ | الیہا۔ |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۰۰ | ۱۲۵ | انسان علی دین مملو کہ ہم |
| ۱۲۵ | قیاس کی عبارت کے تحت میں جو بالحق نہیں تھا | ۱۲۵ | شعائر اسلام میں سے ایک یہ ہے کہ اسلامی |
| ۱۲۵ | انتخاب الحکام استقامت سے مشروط نہیں اور | ۱۲۵ | شہ میں قاضی مقرر کیے جائیں |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۰۱ | ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۱۹۶ |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۰۲ | ۱۲۵ | جس راہ کے لئے کہنے کے ہم درپیش ہیں وہ |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۰۳ | ۱۲۵ | سات قدم ہے اور ان قدموں کی تفصیل |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۰۴ | ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۱۹۷ |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۰۵ | ۱۲۵ | اس بیان میں کہ وہ نفس سعادت میں ہے جس کا |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۰۶ | ۱۲۵ | دل دنیا سے مبرا ہو چکا ہو |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۰۷ | ۱۲۵ | اللہ یا اعلیٰ و جہلوت و ملعون مانیہا الّا |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۰۸ | ۱۲۵ | حکم اقلہ |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۰۹ | ۱۲۵ | دنیا وہ چیز ہے جو دل کو حق تعالیٰ سے جڑے |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۱۰ | ۱۲۵ | اب دنیا دنیا میں ہمیشہ پرانے کی لا شکار رہتے |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۱۱ | ۱۲۵ | چرا خدا تعالیٰ میں ان نعمتوں سے محروم تھے |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۱۲ | ۱۲۵ | ان کو کہ لا شیعہ ایجاد فرمائی ہے |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۱۳ | ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۱۹۸ |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۱۴ | ۱۲۵ | اس بیان میں کہ اس زمانہ میں حق تعالیٰ انبیاء کے |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۱۵ | ۱۲۵ | ساتھ انسانی قائم کرنا بہت مشکل ہے |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۱۶ | ۱۲۵ | قراض اور جس نوع فقر کے لوازمات سے ہے |
| ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۱۷ | ۱۲۵ | استعداد جس لازم فقر سے ہے |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|---|
| ۱۳۵ | مناجعت بر ہے | ۱۳۰ | حرف کی حرکت ہوتی ہے |
| ۱۳۶ | مکتوب نمبر ۲۰۶ | ۱۲۹ | جو شخص اپنے آپ کو سنت حدیثی ائمہ سے |
| ۱۳۷ | دنیائی خدمت اور دینی خدمت میں امتیاز کی | ۱۲۸ | افضل ہائے دینہ دینی عمل سے ہوتا جاوے |
| ۱۳۸ | یہودی کے بیان میں | ۱۲۷ | دینی فحاشی حذر سے استیفاء اور شر کے سبب نہیں |
| ۱۳۹ | دنیائی مرقم کھانوں اور صورت لباس اور | ۱۲۶ | قرنی سے جو شرع ائمہ میں ہے مقرر ہے |
| ۱۴۰ | لعب کے لیے پیو نہیں کیا گیا۔ انسان کی پیدائش | ۱۲۵ | مکتوب نمبر ۲۰۷ |
| ۱۴۱ | سے مقصود دولت و انصاف ہی ہے | ۱۲۴ | اس گروہ اولیاء کی محبت ہمارے لئے بیان |
| ۱۴۲ | اہل باطن کے کما ہونے اور ریاضت و طاعت | ۱۲۳ | میں اور ان بیان میں ان کا منشیں شقاوت سے |
| ۱۴۳ | مشریعت پر حساب اور خوارگی کے سوا کچھ عطا | ۱۲۲ | مخلوق ہے |
| ۱۴۴ | تسلیں کرتے | ۱۲۱ | الروح من حبیب |
| ۱۴۵ | نور انوار میں مسدود رہنا یا نہیں اور جو کچھ | ۱۲۰ | آیات اور بیانیہ بیان کا کتاب اعمال فرشتوں |
| ۱۴۶ | اس کے متعلق ہوا سے دشمنی جانتا یا نہیں | ۱۱۹ | ان جلاوت میں انی تعالیٰ کے ایسے فرشتے ہیں جو ان |
| ۱۴۷ | خروج کرتے جو اچھے اور کھاتوں کو روکتا ہے | ۱۱۸ | اور گروہ اولیاء کی فکر کا مشن میں گمراہی سے |
| ۱۴۸ | رسالہ کو دیا گیا ہے اسے نہیں | ۱۱۷ | یہ ہے |
| ۱۴۹ | مکتوب نمبر ۲۰۸ | ۱۱۶ | پس لازم آئے کہ اس گروہ اولیاء کے حیات کے |
| ۱۵۰ | اس بیان میں کہ قرب الہی کو قرب میں ہندی | ۱۱۵ | باقی رہی۔ اور جو ان کے ساتھ ہے بدعت نہیں |
| ۱۵۱ | تاثر ہے اور وجہ و حال کو سب تک میزان شرک پر | ۱۱۴ | جورکتا |
| ۱۵۲ | پرمانہ کے صنعت دام پر بھی نہیں خریدتے | ۱۱۳ | اسم مبارک اللہ کے ذکر کا طریقہ |
| ۱۵۳ | اویسیں قرنی اس قدر اہم شان کے باوجود | ۱۱۲ | مکتوب نمبر ۲۰۹ |
| ۱۵۴ | اولیٰ صہابی کے دورہ کو بھی نہیں پہنچتے | ۱۱۱ | اس بیان میں کہ بدعتیوں کی گمراہی کی |
| ۱۵۵ | عبداللہ بن مبارک کا قول اس شخص کے جواب | ۱۱۰ | حسرت میں نہیں رہنا یا نہیں اور اپنے کام میں مشغول |
| ۱۵۶ | ہے جس نے وہاں فتنہ کیا تھا کہ معاویہ افضل ہیں یا | ۱۰۹ | رہنا چاہیے |
| ۱۵۷ | عمر بن عبدالعزیز و العباس القادی و حبل | ۱۰۸ | مکتوب نمبر ۲۱۰ |
| ۱۵۸ | افق | ۱۰۷ | اس بیان میں کہ کام کا مرکز صاحب شریعت کی |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|---|
| ۱۳۸ | حقیقت توحیدی کے انکشاف کا بیان اور ہزار سال کے بعد اس کا حقیقت کعبہ سے اتحاد اور حضرت عیسیٰ کا نزول | ۱۳۷ | صوفیہ کی طبع آزمائی باتوں سے کچھ نہیں کھلتا اور ان کے احوال سے کسی شے میں اضافہ نہیں ہوتا |
| ۱۳۹ | حضرت ذات کی نسبت سے اسم التوحید پر دلالت مختلفہ کا بیان | ۱۳۷ | خدا تعالیٰ کے دیار کا وعدہ آخرت میں ہے دنیا میں اس کا وقوع نہیں ہو سکتا |
| ۱۴۱ | حقیقت شخص سے مراد کا بیان اور حقیقت توحیدی و احدی سے مراد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عالم خلق اور امر سے ترکیب | ۱۳۷ | وہ مشاہدات اور تجلیات جن پر صوفیہ خوش ہیں وہ حقیقت ظلال اور شبہ اور مثال سے آزاد ہو کر باقی ہے وہ بلند ذات و دارالبراد ہے |
| ۱۴۲ | اس نبوت کا بیان جو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھی | ۱۳۷ | اگر یہ فقیر صوفیہ کے مشاہدات ادران کی تجلیات کی حقیقت بیان کرے تو درجہ تک طاہروں کی طلب میں غمزدہ پڑ جائے اور اگر حقیقت بیان کرے تو باطل کے سنی کے ساتھ غلط ملط ہونے کا خدشہ ہے |
| ۱۴۲ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی اشارت کے لیے حضرت عیسیٰ کی تخصیص | ۱۳۷ | مکتوب نمبر ۲۰۸ |
| ۱۴۳ | آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی اہمیت کا بیان جو نشاء صوفی سے متعلق ہے | ۱۳۷ | حضرت عیساٰ محمد صادق کے سوال کے جواب میں کہ سالک بھی اپنے آپ کو انبیاء کے مقامات میں پاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات میں پاتا ہے کہ ان سے بلند چلا گیا ہے۔ |
| ۱۴۳ | انبیاء و حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف کے اہتمام کی ذمہ | ۱۳۷ | اور یاد دل ہے کہ جو کچھ کہتے ہیں انبیاء کے طفیل دیتے ہیں حضرت ذات کا سما کے واسطے کے بغیر عالم کے ساتھ کچھ ناہست نہیں۔ |
| ۱۴۳ | آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے وقت پہلے کی نسبت اصحاب کے دلوں میں مسرتی پڑ جانا۔ | ۱۳۷ | ایک مثال کی روشنی میں جواب کی وضاحت |
| ۱۴۳ | جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے | ۱۳۷ | بعض اوقات ظن کا اس سے اشتباہ ہو جائیگا |
| ۱۴۵ | پہلی شریعتوں میں پیغمبر اور ان کے اہل بیت کے ہزار سال بعد اس پیغمبر کی ملت کی تائید کے لیے ہزار کلام مجروحہ ہوتے تھے اس شریعت میں طلب وقت | ۱۴۱ | مکتوب نمبر ۲۰۹ |
| | | ۱۴۱ | دعا کہ بعد وصال کی عبارات کے حل میں |

| صفحہ نمبر | مضمون | صفحہ نمبر | مضمون |
|-----------|--|-----------|--|
| ۱۴۹ | گرمی اور گور سے کے پانی کی حرکت کا باقی رہنا۔ | ۱۴۵ | زیادہ کا حکم دیا گیا ہے۔ |
| ۱۴۹ | اس حکایت کی وہ اشکال اور اس کی حقیقت کا واضح کرنا۔ | ۱۴۵ | حضرت ممدی پیر علیہ السلام کے ہزار سال کے بعد نور فرما میں گئے۔ |
| ۱۴۹ | اس قول کی تشریح جسد کا مرنی بعد ہے اور | ۱۴۵ | اس طبقہ کے ادویا کے کمالات اصحاب کرام کے کمالات کے مشابہ ہیں۔ |
| ۱۴۹ | قالب کا مرنی قلب | ۱۴۵ | قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یدری اولہم |
| ۱۴۹ | حسب طلب مکتوب ایہ کو نصیحتیں کرنے کے | ۱۴۹ | خبر اور اخو ہوا۔ |
| ۱۴۹ | بیان میں | ۱۴۹ | اگر یہ چھیں کہ اصحاب کے زمانہ کے بعد الم تو |
| ۱۵۰ | اور عقائد کی درستی چاہیے دوسرے ایسے | ۱۴۹ | میں جواب دہی کا الام |
| ۱۵۰ | پر جو ضروری مسائل فقہ میں بیان ہوئے ہیں ان کا | ۱۴۹ | اگر کہیں کہ کب پاپ کی امت کے ادویا کا |
| ۱۵۰ | علم اور ان پر عمل کرنا چاہیے اور تیسرے درجہ میں | ۱۴۹ | طوائف کرنے آئے ہیں اور ان سے برکت پاتا ہے |
| ۱۵۰ | طریقہ صوفیہ پر چلنے کی ضرورت ہے۔ | ۱۴۹ | میں اس کا جواب دہی کا الام |
| ۱۵۰ | طریقہ صوفیہ میں سلوک سے غرض نفسی ضروری | ۱۴۹ | بعض کشفوں سے پرہیز کرنا جو انیس و طہیم |
| ۱۵۰ | اشکال | ۱۴۹ | الصلوات والتسلیمات کی اقلیت سے متعلق تھے |
| ۱۵۰ | میں کیا نقصان ہے۔ | ۱۴۹ | تعلیم طریقت میں روایت شراعت کی تاکید اور |
| ۱۵۰ | سلوک سے مقصود نیا دینی یقین کا حاصل | ۱۴۹ | استحکام سے کرنے کا امر فرمانا |
| ۱۵۰ | کرنا ہے۔ | ۱۴۹ | وکان فراغ کن مقصود نہیں۔ |
| ۱۵۱ | صوفیہ کا طریقہ علوم شرعیہ کا قیام ہے۔ | ۱۴۹ | مکتوبات نمبر ۲۱ |
| ۱۵۱ | حضرت خواجہ عابد کا ارشاد کہ احوال و مراجعہ | ۱۴۹ | نکات کی عبارت کے حل اور بعض ضروری |
| ۱۵۱ | کا حصول بدول اعتقاد اہل سنت رسول کے قولی کے | ۱۴۹ | تصالح کے بیانات میں |
| ۱۵۱ | کچھ نہیں۔ | ۱۴۹ | حکایت کے معاملہ کی حقیقت کے بیان میں |
| ۱۵۱ | اس رائے میں اول قدم کے اندر ہی دو کچھ | ۱۴۹ | نکات میں مذکور ہے کہ ابن السکینہ کے مرید نے ایک |
| ۱۵۱ | پاٹھے ہیں جو دوسروں کو نہایت میں جا کر نصیب | ۱۴۹ | نور دیا ہے و بل میں قیام دیا۔ جب مریدانہ کا الام |
| ۱۵۱ | ہوتا ہے۔ | ۱۴۹ | شب معراج میں واپسی تک بستر خواب کی |
| ۱۵۱ | اویں قرنی و مسمی قابل تہذیب کے رہے تھے۔ | | |

| صفحہ | مضامین | صفحہ | مضامین |
|------|--|------|---|
| ۱۵۲ | مکتوب نمبر ۲۱۲ | ۱۵۱ | نہیں پہنچ سکتے۔ |
| ۱۵۳ | بعض مسائل کے جواب اور ایک واقعہ کے من | ۱۵۱ | صاحب کرام کا ایک سیر جو خرچ کرنا دوسروں کے |
| ۱۵۳ | کے بیان میں۔ | ۱۵۱ | پیارے بزرگوار خرچ کرنے سے بہتر ہے |
| ۱۵۴ | پیر صاحب تصوف اپنے سر پر کران بلند راقب | ۱۵۱ | بر صغائی سے کچھ نہ کچھ قرآن مجید کے کراہیک |
| ۱۵۴ | پسے جاسکتا ہے جو اس کی استعداد سے باہر ہوں۔ | ۱۵۱ | جگہ جمع کی گیا ہے لہذا صغائی میں حیب نکان قرآن |
| ۱۵۴ | سوال: وہ کونسا مقام ہے جہاں لطیفہ اخفی | ۱۵۱ | میں حیب نکالنے کے مترادف ہے۔ |
| ۱۵۴ | نفس امام کا حکم رکھتا ہے اور اس کا جواب | ۱۵۲ | صاحب کرام کے بارہی خانہ ذات کی نیک توصیہ |
| ۱۵۴ | تخراب میں پانی دیکھنا علم کی طرف اشارہ ہوتا | ۱۵۲ | کرنے چاہیے |
| ۱۵۴ | ہے اور اس میں اتنے دوان علم میں حصول قدرت کی طرف | ۱۵۲ | اس باب میں حضرت امام ثنائی اور حضرت امام |
| ۱۵۴ | اشارہ ہے۔ | ۱۵۲ | جعفر صادق رضی اللہ عنہما کا قول |
| ۱۵۵ | مکتوب نمبر ۲۱۳ | ۱۵۳ | مکتوب نمبر ۲۱۱ |
| ۱۵۵ | عماخذ اور نصاب اور علمائے عالی مست کی | ۱۵۳ | مولوی کے مفولہ کے بارے میں ایک سوال کا |
| ۱۵۵ | مناسبت اور علمائے سہوہ کی صحبت سے اجتناب | ۱۵۳ | جواب اور مقام تکمیل و ارشاد کی ضروری شرائط کے |
| ۱۵۵ | کے بیان میں۔ | ۱۵۳ | بیان میں |
| ۱۵۵ | بے شک طالب علم چاہے جس فرقے سے بھی | ۱۵۳ | مولانا دہلوی کے مفولہ و مازنین جویریہ کی تحریر |
| ۱۵۵ | مولدین کے چور ہیں۔ | ۱۵۳ | میں تضاد حق تعالیٰ تعالیٰ کی مراد کا بیان |
| ۱۵۵ | کسی شخص نے ایسے یسوی کر سورہ مال اور | ۱۵۳ | خواجہ محمد علی کے قول تھک خیا لالت ترقی |
| ۱۵۵ | تاریخ الیال دیکھا تو اس کا راز دریافت کیا۔ اس نے | ۱۵۳ | یہاں اطفال الطریقہ |
| ۱۵۵ | جواب دیا اس وقت کے علماء سورہ میرے کام کے لیے | ۱۵۳ | اس بات کا خیال رکھیں کہ جب کوئی طالب ارادت |
| ۱۵۵ | کافی ہو چکے ہیں۔ | ۱۵۳ | کے ساتھ قضا سے پاس آئے تو اس کی تعلیم طریقت میں |
| ۱۵۵ | مکتوب نمبر ۲۱۴ | ۱۵۳ | جست نال اور سب و ہمار کرتی چاہیے |
| ۱۵۵ | اس بیان میں کہ دنیا آخرت کی تھمتی ہے۔ اور | ۱۵۳ | ایک بزرگ فوت ہوئے تو انہیں آواز آتی تو ہی |
| ۱۵۵ | اس مشورہ سوال کے جواب میں کہ کفار کو گھر مروت پر | ۱۵۳ | ہے جس سے میرے بندوں پر میرے دین میں ذلہ ہیں |
| ۱۵۵ | و انکی عذاب کی طرف ہر گاہ | ۱۵۳ | رکھی تھی اللہ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|---|
| ۱۶۱ | تشریف لائے۔ مفتی عزیز مرحوم اولیاء کی نسبت اس ماہ کے | ۱۵۹ | ایک شخص کی سفارش میں۔ جو شخص یہ چاہے کہ تمام احکام شریعت کی |
| ۱۶۲ | متوسط اور زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ولی کے لیے اپنی ولایت اور خوارق کے متعلق | ۱۵۸ | عقل کے مطابق ہوں اور عقلی دلائل پر پابندی نہیں وہ طور نبوت کا منکر ہے۔ ایسے آدمی کے گشت و |
| ۱۶۳ | علم ہونا اصول ولایت کی شرط نہیں اولیاء اللہ کی مثال صمدیوں کے متعدد مقامات | ۱۵۷ | مکرتاب نمبر ۲۱۵ دنیا کی مذمت کے بیان میں |
| ۱۶۴ | عہد باقی قدس سرہ کا قول مکرتاب نمبر ۲۱۶ | ۱۵۶ | اگر کسی شخص نے وصیت کی ذریعہ مال سب سے زیادہ عقل کر دینا تو زیادہ مانکر دینا چاہیے۔ |
| ۱۶۵ | اس بیان میں کہ باطنی نسبت جس قدر جمالت اور حیرت انگیز ہے جیسے بہت زیادہ ہے۔ | ۱۵۵ | مکرتاب نمبر ۲۱۷ اس واقعہ کے بیان میں کہ بعض اولیاء اللہ سے |
| ۱۶۶ | بعض اولیاء اللہ کے کشف میں غلطی واقع ہونے کا سبب | ۱۵۴ | زیادہ کلمات کیوں ظاہر ہو گئے اور بعض دوسروں کے کم کلمات اور مقام تکمیل و ارشاد کی آئینہ کے |
| ۱۶۷ | قضاء و خلق اور میر میں فرق اور ہر ایک کا حکم اور جو عقلی ہے اور کمال و سنت کے اعتقاد کے لائق | ۱۵۳ | بیان میں۔ ولایت اس فنا اور بقا سے عبارت ہے |
| ۱۶۸ | ہے اور اس بیان میں کہ تعلیم طریقت کی اجازت مل جانا کمال تکمیل کی علامت نہیں۔ | ۱۵۲ | جس کے لوازمات سے خوارق اور کشف ہے۔ کثرت سے تصور خوارق کے مدارک بیان |
| ۱۶۹ | کوئی کشفوں کے ہونے اور نہ ہونے کو باہر بات چاہیے۔ | ۱۵۱ | حضرت سید علی الدین جیلانی سے دوسرے اولیاء کے کلام کی نسبت زیادہ خوارق کے تصور |
| ۱۷۰ | مستحق ہے کہ ایک دفعہ حضرت جوہر کی حاضر ہونے اور خبر دی کہ فلاں حیران علی الصبح فوت | ۱۵۰ | کی وجہ۔ خواجہ حسن بھری اور حبیب الرحمن صاحب کے |
| ۱۷۱ | در جائے کمال تبلیغ سے متعلق دینی خطرات سے محفوظ و مصروف | ۱۴۹ | دریا عبور کرنے کے بارے میں ایک حکایت کا بیان حضرت رسالت غایت برکت عروسی سے |
| ۱۷۲ | ہے لیکن وہ علم جو روح محفوظ سے مستفاد ہو جو | ۱۴۸ | اوپر چلے گئے اور نزول کے وقت سب سے نیچے |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|---|
| ۱۴۳ | خاتم الانبیاء علیہ السلام کو دنیا میں دعوت باری تعالیٰ میں آئی۔ | ۱۴۳ | محدثات کا عمل ہے اس میں خطا کی گنجائش ہے |
| ۱۴۴ | مکتوب نمبر ۳۱۸ | ۱۴۴ | حضرت سید علی الدین جیلانی قدس سرہ کے اپنے بعض رسائل میں لکھا ہے کہ میں اگر چاہوں تو |
| ۱۴۵ | پیر طریقت کے آداب کی رعایت میں | ۱۴۵ | قضا، جہرم میں بھی تصرف کر سکتا ہوں اور اس |
| ۱۴۶ | مکتوب نمبر ۳۱۹ | ۱۴۶ | قول کی شرح۔ اور حضرت مجدد قدس سرہ کا قضا |
| ۱۴۷ | اس بیان میں کہ آدمی نادانی کے باعث اپنے ظاہری مرض کے ازالہ کی فکر میں ہے اور باطنی مرض سے جو گرفت آدمی دل سے جہالت ہے اس سے غافل ہے۔ | ۱۴۷ | جہرم میں تصرف کرنا اور یہ کہ قضا سے جہرم بد قسم ہے۔ |
| ۱۴۸ | اس امر کا بیان کہ عقل دو قسم ہے عقل شہادت اور عقل شعور۔ اولیٰ انبیاء کی پسندیدہ اور دوم انبیاء کی۔ اور عقل شعور پیدا کرنے والے اسباب موت اور آخرت کی یاد انسان لوگوں کی مہاست ہے جو یاد آخرت میں مشغول ہیں۔ | ۱۴۸ | اقتدار کے لائق کتاب و سنت ہے۔ اجماع اور قیاس میں دونوں کتاب و سنت کی طرف راجع ہیں۔ اور ان چار کے علاوہ جو کچھ ہے اگر ان چار اصولوں کے مطابق ہے تو مقبول ہے ورنہ مردود ہے۔ |
| ۱۴۹ | مکتوب نمبر ۳۲۰ | ۱۴۹ | طریق صوفیہ میں سلوک سے قصور و زیادتی یقین |
| ۱۵۰ | صوفیہ کے بعض اعلیٰ ادراس کے منشائے بیان میں۔ | ۱۵۰ | اور احکام شریعہ کی ادائیگی میں آسانی کا حصول ہے |
| ۱۵۱ | صوفیہ کے بعض اعلیٰ ادراس کے منشائے بیان میں۔ | ۱۵۱ | دیدار خداوندی کا وعدہ آخرت میں ہے اور |
| ۱۵۲ | صوفیہ کے بعض اعلیٰ ادراس کے منشائے بیان میں۔ | ۱۵۲ | صوفیاء کے مشاہدات اور تعلیمات ظلال اور شب و اور مثال کے قبیلہ سے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ و زام |
| ۱۵۳ | صوفیہ کے بعض اعلیٰ ادراس کے منشائے بیان میں۔ | ۱۵۳ | المراد ہے |
| ۱۵۴ | صوفیہ کے بعض اعلیٰ ادراس کے منشائے بیان میں۔ | ۱۵۴ | میں فائدہ حاصل کہ اگر مشاہدات کی پوری حقیقت |
| ۱۵۵ | صوفیہ کے بعض اعلیٰ ادراس کے منشائے بیان میں۔ | ۱۵۵ | ظاہر کروں تو اس راہ کے مبتدیوں کی طلب میں غمخوار |
| ۱۵۶ | صوفیہ کے بعض اعلیٰ ادراس کے منشائے بیان میں۔ | ۱۵۶ | واقعہ ہوگا۔ اگر نہ کروں تو حق و باطل میں الجھاس کو برد |
| ۱۵۷ | صوفیہ کے بعض اعلیٰ ادراس کے منشائے بیان میں۔ | ۱۵۷ | رکھوں گا۔ اس ضرورت کے طور پر اس قدر اظہار کرتا |
| ۱۵۸ | صوفیہ کے بعض اعلیٰ ادراس کے منشائے بیان میں۔ | ۱۵۸ | ہوں کہ مشاہدات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کسرٹی |
| ۱۵۹ | صوفیہ کے بعض اعلیٰ ادراس کے منشائے بیان میں۔ | ۱۵۹ | پر پرکھنا چاہیے۔ |

2000

Dear Sir,

I have the honor to acknowledge the receipt of your letter of the 10th inst. in relation to the above matter.

Very respectfully,
Yours truly,

Wm. H. [Name]

100 [Address]

[City, State]

Enclosed for you are the [Number] copies of the [Document Name] as requested.

Very truly,
Yours,

[Signature]

[Name]

مکتوب نمبر ۱۲۴

یہ مکتوب بھی غلام علی ہر غرضی کی طرف صادر فرمایا۔ اس امر کے بیان میں کہ رائے کی استطاعت
فرصت چج کے لئے شرط ہے۔ استطاعت نہ ہونے کے باوجود چج کو جانا اپنے ضروری مطلب کے
حصول کے مقابلے میں تفسیع اوقات میں داخل ہے۔

اخوی غواجر محمد علی ہر غرضی کا مکتوب شریف موصول ہوا اللہ سبحانہ الحمد والثناء اللہ سبحانہ کی حمد اور اس کا
احسان ہے کہ آپ کے ہم سے کافی عرصہ سے جدا ہونے کے باوجود قراء سے محبت و عقیدت اور اخلاص میں
سستی راہ نہیں پاسکی۔ یہ عظیم سعادت کی علامت ہے۔

اے محبت کے نشانات والے جب تم نے رخصت طلب کی اور جانے کا عزم مصمم کر لیا تھا۔ تو تمہارے
وداع ہونے کے وقت اس قدر ذکر و شواہد تھا کہ شاید ہم بھی اس سفر میں تمہارے ساتھ چل جائیں۔ اس سفر کی روانگی
کے سلسلے میں جس قدر بھی اشتغاف سے کئے گئے کوئی بھی موافق نہ آیا۔ اور اس باب میں اجازت معلوم نہ ہو سکی۔
مجبوراً سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ ابتدا میں فیکری مرضی بھی نہیں تھی کہ تم جاؤ۔ لیکن تمہارے شوق کو دیکھ کر صراحتاً
منع نہ کیا۔

استطاعت یعنی سفر چج کے مصارف کا موجود ہونا فرصت چج کے لئے شرط ہے۔ بغیر استطاعت
چج کے بے نکل کھڑا ہونا تفسیع اوقات ہے۔ ضروری کام چھوڑ کر غیر ضروری کام میں مصروف ہونا مناسب نہیں
ہے بہت سے خطوط میں یہ مضمون تم کو لکھا گیا ہے۔ تم تکسہ پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو۔ اصل بات یہی ہے آگے آپ
بغفار ہیں۔ واستہم

مکتوب نمبر ۱۲۵

میر صالح نیشاپوری کی طرف صادر فرمایا :-

اس امر کے بیان میں کہ عالم چاہے چھٹا ہو انسان چاہے بڑا رسائی کائنات اسب کا سب اللہ
تعالیٰ شانہ کے اسما اور اس کی صفات کا مظہر ہے۔ اور عالم کی اپنے صانع کے ساتھ مخلوقیت اور غنہ
کی مناسبت کے صراحت کوئی مناسبت نہیں۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اَللّٰهُمَّ اَسِرْنَا خَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ سُبْحَانَكَ اَشْيَاءُ كِي حَقِيقَتِيں جِيسِي كَرْنِي اَوْتِ
کَھَا جِی۔ ہیں رکھا۔

عالم چاہے چھوٹا ہو چاہے بڑا سب اللہ تعالیٰ شانہ کے اسماء اور اس کی صفات کے مظاہر ہیں اور اس کے شیروں و کمالات ذاتیہ کے آئینے ہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ عز و سلطانیہ ایک مخفی خزانہ اور پوشیدہ راز تھا۔ اس نے چاہا کہ اپنے کمالات پر وہ خفا سے غلبہ میں لائے۔ اور اجمال کو تفصیل کے رنگ میں پیش کرے۔ کمالات کو ایسے طریقہ پر پیدا فرمایا کہ ممکنات کی ذوات اور صفات اس کی ذات و صفات پر دلالت کریں اور نشانیں بنیں۔

پس عالم کو اپنے صانع کے ساتھ مخلوقیت کے رشتہ اور مناسبت کے سوا اور کوئی مناسبت اور تعلق نہیں اور یہ کمالات اس کے اسماء اور شیروں پر دلالت کرنے والے امور کا مجموعہ ہے۔ خالق اور مخلوق کے درمیان اتحاد و معینیت یا خالق کا اپنی ذات کے ساتھ مخلوق کا اعلا یا اس کی ذات کا مخلوق میں سرایت کئے ہوئے ہونا یا مخلوق کے ساتھ رب تعالیٰ کی معیت ذاتی وغیرہ تصورات، سب کے سب غلبہ مال اور سکروقت کی بناء پر ہیں۔ جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مستقیم الاحمال اکابر جنہوں نے صحر کے پیالے سے جھڑ پایا ہے۔ عالم کی اپنے صانع کے ساتھ مخلوقیت اور غلبہ پرست کی نسبت کے علاوہ اور کوئی نسبت ثابت نہیں کرتے۔ اور اعلا اور سرریان و سرایت کئے ہوئے ہونا اور معیت جلی کے قائل ہیں۔ جیسا کہ علماء حق کا مسلک و مشرب ہے۔ شکر اللہ تعالیٰ سعیم۔

تعجب ہے کہ مونیام کی ایک جماعت ایک طرف بعض ذاتی نسبتوں کو ثابت کرتی ہے جیسے اعلا اور معیت اور دوسری طرف یہی جماعت اس امر کی معترف ہے کہ ذات حق تعالیٰ سے تمام نسبتیں منسلب ہیں۔ حتیٰ کہ صفات ذاتیہ کو بھی اس سے سلب کرتے ہیں۔ یہ صریح تناقض ہے۔ اور اس تناقض کو دور کرنے کے لئے ذات میں مراتب ثابت کرنا تعقیقات فلسفہ کی طرح محض جمع ہے۔ کشف صبح والے حضرات اس ذات کو بسیط حقیقی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ اور اس بسیط ذات کے سوا جو کچھ ہے اسے اسماء میں شمار کرتے ہیں۔ فرد

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست دوست کی تھوڑی سی مبدائی بھی تھوڑی نہیں ہے
دور وں دیدہ اگر نیم دوست بسیار است آنکھوں میں آدھا مال بھی بڑا ہو تو وہ بھی بہت ہے

ہم اس بحث کی تحقیق کے لئے ایک مثال بیان کرتے ہیں۔ ایک ذوقنون ماہر عالم اگر اپنے پوشیدہ کمالات کو غلبہ میں لانا چاہے تو وہ حروف اور اصوات کو ایجاد کرنا ہے۔ تاکہ ان حروف و اصوات کے پردے میں ان کمالات کو ظاہر و صریح صورت میں ان حروف اور دلالت کرنے والی ان آوازوں کو اس ماہر عالم کے ذہن

میں موجود معانی کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں لایہ کہ یہ حروف اور آوازیں ان مخفی معانی کے مظاہر ہیں۔ اور ان کلمات مخزونہ کے آئینے ہیں۔ ان حروف و اصوات کو ان معانی مخفیہ کا عین قرار دینا بے معنی ہے۔ اسی طرح اعلاہ و معیت بھی اس صورت میں واقع نہیں۔ معانی اپنی اصل صرافت پر ہی موجود اور قائم ہیں۔ کسی قسم کا تغیر ان معانی کی ذات و صفات میں راہ نہیں پاسکا۔ لیکن چونکہ ان معانی اور ان حروف و اصوات میں جو معانی پر دلالت کرتے ہیں۔ دلالت اور دلالت کی ایک گونہ مناسبت پائی جاتی ہے۔ اس بنا پر بعض زائدہ معانی تخیل میں آجاتے ہیں۔ ورنہ فی الحقیقت وہ معانی مخزونہ ان معانی زائدہ سے منزہ اور برتر ہیں۔ اس مسئلہ میں جو کچھ ہمارا اعتقاد ہے یہی ہے جو ذکر دیا ہے۔ مخلوق کے ذات واجب کا مظہر اور آئینہ ہونے کے علاوہ زائدہ امور اتکار، معیت اور اعلاہ و معیت کا اثبات ٹکڑے ہے۔ وہ بلند ذات فی الحقیقت تمام نسبتوں اور منافضوں سے متعزلاً اور غیر ہے۔ ”چہ نسبت خاک را با عالم پاک“ اس قدر مناسبت ظاہریت و رب تعالیٰ کا ظاہر ہونا اور غیبت و مخلوق کا مظہر ہونا اس کے ساتھ وحدت وجود کہیں یا نہ کہیں۔ فی الواقع وجود متعزلاً ہے۔ لیکن اصالت اور ظہور اور غیبت اور غیبت کے اعتبار سے۔ ایسا نہیں کہ موجود صرف ایک ہے اور باقی سب کچھ اوہام اور خیالات ہیں۔ یہ مذہب بعینہ سوسنطائیہ کا مذہب ہے۔

عالم کی حقیقت کا اثبات اوہام و خیالات کی صورت میں عالم کو اس طرف نہیں لے جاسکتا جو سوسنطائی کا مقصود ہے۔ مثنوی

چہل بدانتی ترا ورا از نخست سوزے آنحضرت نسب کردی درست
و انگر دانستی کہ غیب کیسی فارغی گر مردی و گر زیستی

ترجمہ اشعار: جب تو نے اس ذات کو پہلے جان لیا۔ تو اس ذات کے لئے تو نے نسبتوں کو بھی درست ثابت کیا۔ اور جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا قائل اور سایہ ہے۔ تو تو فارغ ہو گیا یعنی تو نے اپنے مطلوب و مقصود کو پا لیا۔ اب چاہے تو موت کی آغوش میں پہنچا جائے چاہے زندہ رہے۔

لے سوسنطائیہ وہ لوگ ہیں جو کہ مذہب کی بنیاد وہم پر ہے۔ حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ نے سوسنطائیہ اور صوفیہ کے مذہب کی تحقیق زیادہ وضاحت کیساتھ معدنی مکتوب اول اور مکتوب ثانی میں کی ہے اور وہ تحقیق لائق اعتماد و اعتبار ہے۔ آپ کی یہ گفتگو سچے کی ہے۔ مترجم حق محمد

مکتوب نمبر ۱۲۶

یہ مکتوب بھی میر صالح نیشاپوری کی ملوث صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ باطل الہول کی نفی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ وہ باطل آلبہ چاہے آفاقی ہوں چاہے انفسی۔ اور معبود بحق جل سلطانہ کی جانب جو کچھ حوصلہ فہم اور احاطہ اور پاک میں آئے اسے نفی کے نیچے لاکر صرف موجودیت پر کفایت کرنی چاہیے۔ اگرچہ وجود کے اثبات کی بھی وہاں گنجائش نہیں۔ اور اس کے مناسب امر کے بیان میں۔

سیادت اور بزرگی والے میر صالح اطالب کو چاہیے کہ آلبہ باطلہ کی نفی کا اہتمام کرے۔ وہ چاہے آفاقی ہوں یا انفسی۔ اور معبود بحق جل سلطانہ کی جانب میں جو کچھ حوصلہ فہم اور احاطہ وہم میں آئے۔ نفی کے نیچے داخل کرے۔ اور مطلوب کی موجودیت پر کفایت کرے۔ مصروح

میں انہی پے زبردہ اند کہ ہست بارگاہ الست کے درمیں

اس کا اس سے زیادہ سراغ نہیں لگاسکے کہ ہے۔ اگرچہ وجود کی بھی اس مقام میں گنجائش نہیں۔ وجود سے بھی اوپر ذات کو طلب کرنا چاہیے۔ علامہ اہل سنت شکرانہ تعالیٰ نے جو خوب فرمایا ہے کہ واجب تعالیٰ کا وجود اس کی ذات سے زائد ہے۔ وجود کو عینی ذات قرار دینا اور وجود سے اوپر کچھ ثابت نہ کرنا کوتاہ فہمی ہے۔ شیخ علامہ الدولہ فرماتے ہیں :

هَذِي عَالَمُ الْوُجُودِ عَالَمُ الْتَّوَحُّدِ
یعنی عالم وجود سے اوپر تک دو دینی رب تعالیٰ کا عالم ہے۔

اس درویش کو جب مرتبہ وجود سے اوپر بے گئے تو جب تک مغلوب المال را ذوق و وہم و ہوا کی بنا پر اپنے آپ کو ارباب تعطل میں سے پاتا تھا۔ اور واجب جل شانہ کے وجود کا حکم نہیں لگاتا تھا۔ کیونکہ وجود کو راستے میں چھوڑ آیا تھا۔ اور مرتبہ ذات میں وجود کی گنجائش نہیں۔ اُس وقت اس درویش کا اسلام تحقیقی نہیں بلکہ تقلیدی تھا۔

یعنی شیخ رحمہ اللہ علامہ الدولہ سنانی قدس سرہ۔ آپ کی کنیت شمس الدین ابراہیم ہے۔ اور آپ کا نام مبارک احمد بن محمد ہے۔ آپ شاہی سنانی ہیں سے ہیں۔ آپ کے والد امیر کا اسم گرامی نور الدین عبد الرحمن ہے۔ آپ کی ولادت ۱۰۵۵ھ اور وفات ۱۱۳۵ھ شہر شب جہد رجب المرجب میں ہوئی۔

مختصر یہ کہ جو کچھ ممکن کے حوصلہ میں آتا ہے۔ وہ بہر صورت ممکن ہی ہو سکتا ہے۔

فَسبحان من لم يجعل لخالق الیہ جبیلا تو پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی طرف مخلوق
إلا بالاجاز عن معرفتہ کے لئے کوئی راستہ نہیں رکھا مگر اس کی معرفت
سے عاجز ہونے کا راستہ۔

فنانی اللہ اور بقا باللہ کے حصول کے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ ممکن واجب بن جاتا ہے کیونکہ یہ محال ہے اور
اس طرح قلب حقائق لازم آتا ہے جو ناممکن ہے۔ تو جب ممکن واجب نہیں ہو سکتا تو پھر ممکن کا جحد سوا اس
کے اور کچھ نہیں کہ ممکن واجب بل شاذ کے اور اک سے عاجز رہتا ہے۔ فرد

عنفا شکار کس نشود دام باز چین کا نیچا ہمیشہ باریک دست است دام را
ترجمہ: عنفا کی شکار میں نہیں آسکتا۔ لہذا دام مہیٹ نہ کیونکہ یہاں دام اور جال کے ہاتھ میں
ہوا کے سوا کچھ نہیں آتا۔

بلند ہمتی اسی طرح کے مطلب کو چاہتی ہے۔ کہ اس کی کوئی چیز بھی ہاتھ میں نہ آئے۔ اور اس کا کچھ نام و نشان
پیدا نہ ہو۔

ایک جماعت وہ ہے جو ایسا مطلب چاہتی ہے جسے وہ اپنا بھی پاتی ہے۔ اور قرب و مصیت اس کے
ساتھ پیدا کرتی ہے۔ مصرع: آن ایشاند می چنین یارب۔ وہ تو وہ میں لیکن یارب میں تو اس طرح ہوں۔
والسلام اولاً و آخراً

مکتوب نمبر ۱۲۷

نواسر احمد رومی کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ خدمت والدین اگرچہ محنت میں سے ہے۔ لیکن طلب حقیقی تک و منزل
کے سامنے محض میکاری اور خالص یہ روزگاری ہے۔ بلکہ برائی میں داخل ہے۔ حسنات الابوار
مسیحات المقربین و ابوار کی نیکیاں مقربین کی میزائیاں ہیں اور اس کے مناسب امور کے بیان ہیں۔
مکتوب مرغوب موصول ہوا۔ بلسلہ رکاوٹ جو عقد آپ نے بیان کیا ہے۔ صحیح اور درست ہے۔ اس سے
بھی زیادہ کچھ وقوع میں آسکے کرنا چاہیے۔ اور اپنے آپ کو قصور وار ٹھہرنا چاہیے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَوَشَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَدَائِهِ إِحْسَانًا اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ نیک سلوک

حَمَلَتْهُ اُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ
كُرْهًا۔
کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے اسے
تخلیف کیساتھ اٹھائے رکھا اور تخلیف کیساتھ جتا۔

دوسرے مقام پر اللہ سبحانہ فرماتا ہے:

اَبِیْ اَشْكُرْ لِّیْ وَ لِوَالِدَیْكَ

کہ میرے شکر گزار بنو اور اپنے والدین کے۔

اس کے باوجود اختلاف یہ ہونا چاہیے کہ مطلوب حقیقی تک وصول کے مقابلے میں سب کچھ محض بے کاری
ہے۔ بلکہ جس طرح منازل سلوک طے کرنا چاہیے اس کے سامنے محض معطل رہنا ہے آپ نے خُسْنَاتُ الْاَبْرَارِ
سَبَّحْتَ الْمَقْرَبِیْنَ (ابرار کی نیکیاں مقربین کی بڑائیاں ہیں) سنا ہوگا۔ بیست

ہرچیز جو عشق خدا سے احسن است۔

گر شکر خود دل برد جان کنی است

خدا سے احسن کے عشق کے سوا جو کچھ بھی ہے چاہے شکر کھانے کا کام ہی کیوں نہ ہو اپنی جان کے ہلاک کرنے کے

متبادل ہے۔

اللہ کا حق تمام مخلوق کے حقوق پر مقدم ہے۔ مخلوق کے حقوق اور اگرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی بنا پر ہے۔ ورنہ
کس کی مجال ہے کہ اس کی خدمت چھوڑ کر دوسروں کی خدمت میں مشغول ہو تو مخلوقات کی خدمات انجام دینا اس
اقتدار سے حق تعالیٰ کی خدمات میں داخل ہے۔ لیکن ایک خدمت سے دوسری خدمت تک بڑا فرق ہے۔
مزارع اور ہل چلانے والے بھی بادشاہوں کے فارم ہی شمار ہوتے ہیں لیکن خاص مقربوں کی خدمت کچھ اور
ہی چیز ہے۔ وہاں ذرا سمٹ اور ہل چلانے کا نام لینا بھی سراسر معصیت ہے۔ اور ہر کام کی مزدوری کام کے
اندازہ کے مطابق ہوتی ہے۔ ہل چلانے والے کو دن بھر محنت شاف کرنے کے باوجود دن کی مزدوری صرف
ایک ٹکڑی جوتی ہے۔ اور مقرب لوگ ایک گھڑی کی خدمت سے لاکھوں روپے کے مستحق بن جاتے ہیں۔ لیکن لاکھوں
روپوں کے مستحق ہونے کے باوجود انہیں ان روپوں سے کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ وہ بادشاہ کے قرب میں گرفتار
ہیں۔ انہیں اور کسی شے سے تعلق نہیں ہوتا۔ ہل چلانے والے فرشتہ دار اور بادشاہ کے مقرب دونوں کی خدمتوں
میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

فرخ حسین کو کافی قربت نصیب ہو چکی ہے۔ اس کی طرف سے مطمئن رہیں۔ اس سے زیادہ کیا لکھوں۔

والسلام

مکتوب نمبر ۱۲۸

خواجہ عظیم کی طرف صادر فرمایا

بلکہ بہت بخیر کی ترغیب اور بے مثل ذات کو مطلوب قرار دینے کے بغیر کسی شے پر اکتفا نہ کرنے کے

بیان میں۔

حضرت خواجہ عظیم ہم اور افتادوں کو فراموش نہ کریں بلکہ دوزخ میں ہیں۔ الموعود مع من احب آدمی اس کے ساتھ شمار ہوتا ہے جس سے محبت رکھتا ہے۔ مقصد کی بات یہ ہے کہ راستہ نہایت طویل ہے۔ اور مطلوب کمال بلندی پر ہے اور ہم نہایت پست اور کوتاہ بین اور درمیانی منازل مطلب نامناسب کی طرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس سے پناہ کہ بندہ وسط کو نہایت خیال کر کے غیر مقصد کو مقصد قرار دے لے۔ اور چون کہ بے چون تصور کر لے۔ اور مطلب حقیقی تک وصول سے رو جائے۔ محبت کو بلند کرنا چاہیے۔ اور کسی بھی ماحصل ہو جانے والی شے پر کفایت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ اپنے مطلب کو نہایت بلندوں میں تلاش کرنا چاہیے۔ اس طرح کی محبت کا حصول شیخ مقصد کی توجہ سے دست بردار رہیے۔ اور شیخ کی توجہ مرید مقصد کی محبت اور اخلاص کے مطابق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جسے چاہے عطا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ افضل عظیم والا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۲۹

سید نظام کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ انسان کی جامعیت اس کے تفرقے کا باعث ہے۔ اور یہی جامعیت اس کی جمعیت کا سبب ہے۔ جس طرح دریائے نیل کا پانی دو ستوں کے لئے پانی اور دشمنوں کے لئے مصیبت ہے۔ آپ کا مکتوب شریف بلا آدمی چونکہ تمام موجودات میں جامع ترین ہستی ہے۔ اور اس کے اجزاء میں سے ہر جزو کے تعلق کے اعتبار سے کثیر موجودات کیساتھ گرفتاری پائی جاتی ہے۔ پس فی الحقیقت اس کی جامعیت اس کی جناب قدس خداوندی بل سلطانہ سے سب سے زیادہ دُوری کا باعث بنی چکی ہے۔ اور مقصد تعلقات بھی

سے مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم ہدایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

اس کی قوری کا باعث بن چکے ہیں۔ اور اگر یہ توفیق خداوندی سے اپنے آپ کو ان پرانہ تعلقات سے الگ کر لے۔ اور اپنے اصل کی طرف رجوع کرے۔ تو اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔ ورنہ دور کی گمراہی میں جا گیا۔ اپنی جامعیت کے سبب جس طرح انسان بہترین موجودات ہے۔ اسی جامعیت کے باعث بدترین مخلوق بھی یہی ہے۔ اس کا آئینہ بواسطہ جامعیت سب سے اتم اور اکمل ہے۔ یہ انسان اگر اپنا رخ کائنات کی طرف رکھے۔ ترجیحاً زیادہ اسے میل کھینچیں ٹھیک ہے۔ اور اگر اس کا رخ حق تعالیٰ کی طرف ہو تو پھر معنی اور نہایت بیش فاض ہے۔ ان تعلقات کی سبب کچھ سے مکمل آزادی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض ہے۔ آپ کے بعد دوسرے انبیاء کرام اور اولیاء معظمہ اپنے اپنے درجات کے مطابق صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیات علیہم و علیٰ آباءہم و جمیع الیوم الدین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں جو رحمت النبی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان نعمتوں سے نہایت عطا کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ مقدس ذات ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے جبریں الفاظ و صریح فرمائی۔ مازناخ البصر و ما طغی۔ یعنی حضور کی فکر مبارک نہ تو کچھ ہوئی اور نہ ہی اس نے حد سے تجاوز کی۔ اس سے زیادہ گفتگو موجب طلال ہے۔ والسلام والاکرام

مکتوب نمبر ۱۳۰

جمال الدین کی طرف مبارک فرمایا:

اس بیان میں کہ کونیات احوال کا چنداں اعتبار نہیں۔ بے کیف اور بے مثال مقصد کا حصول

ہونا چاہیئے۔

تکونیات کا چنداں اعتبار نہیں۔ ان میں گرفتار نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ کیا آیا اور کیا گیا اور کیا کہا اور کیا مناسبت ہوئی قوری چیر ہے۔ جو گفت و شنید اور دید و شنود سے منزہ اور مبرا ہے۔ سلوک کے پھل کو اخلاص و انگوٹھ و انگوٹھ و انگوٹھ سے نسل دیتے ہیں۔ بہت بلند ہوئی چاہیئے۔ کرنے والا کام کو سرا ہے۔ یہ سب خواب و خیال ہے۔ خواب میں کوئی شخص اگر اپنے آپ کو بادشاہ دیکھے تو وہ نفس الامر میں بادشاہ نہیں۔ لیکن اس طرح کے خواب سے بلند مراتب کے حصول کی امید واری مترشح ہوتی ہے۔ طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار اکابر ہم میں وقائع کا کوئی اعتبار نہیں کرتے۔ انہوں نے یہ بیت اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ بہت

چمک غلام آقا ہم اذ آفتاب گوئم
نہ شلم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گوئم
میں آفتاب غلام ہیں ہر رات آفتاب کے متعلق ہی کہوں گا۔ میں نہ رات ہوں اور نہ رات کا ہستار ہوں کہ خواب کی

اگر کوئی وارد ہو اور پھر ملا جائے۔ تو خوشی اور غمی کی کوئی ضرورت نہیں۔ بے کیفیت اور بے مثال مقصود کے حصول کا منتظر رہنا چاہیے۔ و السلام

مکتوب نمبر ۱۳۱

خواجہ محمد اشرف کابلی کی طرف صادر فرمایا:

طریقہ خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی ہندی شاخ۔ اور اس جماعت کے حال شکایت کے بیان میں جنہوں نے اس طریقہ میں بہت سی نئی باتیں نکالی ہیں۔ اور انہیں اس طریقہ کی تکمیل قرار دے رکھا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ اطہارہم۔

انہی ارشدی خواجہ محمد اشرف کو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی بزرگیوں سے نوازے اور مشرف فرمائے معلوم ہونا چاہیے کہ خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کا طریقہ حق تعالیٰ تکسیر پھیلنے والے طریقوں میں سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور دوسروں کی نہایت ان بزرگوں کی ہدایت میں درج ہے۔ اور ان کی نسبت تمام عقول سے بلند ہے۔ یہ سب کچھ اس بنا پر ہے کہ اس طریقہ میں التزام سنت اور بدعت سے اجتناب ہے۔ یہ بزرگ حتی الامکان رخصت پر عمل کرنا ہمارا نہیں رکھتے۔ اگرچہ بظاہر باطنی طور پر اسے نفع مند ہی پائیں۔ اور عزیمت پر عمل کرنے کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ اگرچہ صورت کے لحاظ سے سیرت اور طریقہ میں نقصان وہ ہی محسوس کریں۔ ان بزرگوں نے احوال و مواجہہ کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے۔ اور افرواق و معارف کو علوم شرعیہ کا خادم تصور کیا ہے۔ شرع شریف کے نفیس موثر ترین کو تجربہ کی طرح و بعد و حال کے اختراعات اور انگوڑوں کے عوض نہیں لیتے۔ اور صوفیہ کی بے اصل باتوں سے مغرور اور فتنہ میں نہیں پڑتے۔ فصوص شرعیہ کے مقابل میں فصوص الحکم کی باتوں کو اختیار نہیں کرتے اور فتوحات مدنیہ کو چھوڑ فتوحات تکمیل راہی عربی کی کتاب کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ان کا حال دائمی ہے اور ان کا وقت پائدار ہے۔ وہ حقیقی ذاتی جوہر و مروج کو بھیجی کی چمک کی طرح نصیب ہوتی ہے۔ ان بزرگوں کو دائمی طور پر نصیب ہے۔ وہ حضور پروردہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے ان اعتبار سے ساقط ہے۔

ہر حال لا تلبسہم بجماعة ولا یسبع

عن ذکری اللہ۔

لیکن ہر ایک کہ ہم جسے خالق تک نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس طریقہ علیہ کے کو تاہ اندیش لوگ ان کے

کلمات کا انکار ہی کر بیٹھیں۔ میت

قاسم نے گرگنہ این ملک را طعن قصود حاش ملکہ کر بر گرم زبان این ملک را
اگر کوئی گناہ بہت اسی گروہ نقشب پر قدس سریم پر اعتراض کرے تو وہ جانے اللہ کی بناء کو اس جگہ کر
یہیں زبان پر لائیں۔

ہاں اس طریقہ علیہ کے متاخرین بزرگوں کے کچھ عقائد نے اس طریقہ میں کچھ نئی چیزیں داخل کر دی ہیں اور
اس سلسلہ کے اکابر کی روش کو ترک کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے مؤیدوں کی ایک جماعت یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ ان
حدثات سے انہوں نے اس طریقہ کی تکمیل کی ہے۔ حاشا وکلا رپناہ بنجا، اکبروت تجلہ تجلہ چھینا آخا اھم
بہت بڑی بات ان کے مؤیدوں سے نکل رہی ہے۔ جن لوگوں نے اس سلسلہ میں بعض نئی اور بے اصل باتیں داخل
کی ہیں۔ ان سے اس سلسلے کی تکمیل نہیں بلکہ اس میں سلسلے کی تخریب اور اسے ضائع کرنا ہے۔ افسوس ہزار افسوس
بعض وہ بدعات جن کا دوسرے سلسلوں میں وسیع و کثرت نہیں۔ انہیں اس سلسلہ میں جاری کر دیا گیا ہے۔ مثلاً اس سلسلہ
کے بعض لوگ نماز پنجہ جماعت سے ادا کرتے ہیں۔ اور گروہ سے لوگ تہجد کے وقت جمع ہوتے ہیں اور پھر یہ لوگ
پوری جمعیت کے ساتھ یہ نماز جماعت ادا کرتے ہیں۔ ان کا یہ عمل مکروہ تحریمہ ہے۔ جنی فقہاء نے اس جماعت
کی کراہت کے لئے نداسی لوگوں کو ٹکانا کو شرط قرار دیا ہے۔ انہوں نے بھی ایک گوشہ مسجد میں اسے جائز کہا
ہے۔ وہ بھی اس صریح میں کہ تین افراد سے زیادہ نہ ہوں۔ تین سے زیادہ افراد کا مل کر یہ نماز جماعت سے ادا
کرنا فقہاء کے نزدیک بالاتفاق مکروہ ہے۔ نیز اس طرح نماز پنجہ ادا کرنے میں تیرہ رکعت تصور کرتے ہیں۔ بارہ
رکعت کھڑے ہو کر ادا کرتے ہیں۔ اور دو رکعت بیٹھ کر۔ اور ان دو کو ایک رکعت تصور کرتے ہیں اور اس طرح
تیرہ رکعت تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ باتوں نہیں۔ ہمارے نبی کریم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے جو
بعض دفعہ تیرہ رکعات اور باقی ہیں اور بعض دفعہ گیارہ رکعات اور بعض دفعہ نو رکعات تو وہ وضو کو ساتھ ملا کر
جنت رکعات کے بجائے طاق رکعات قرار دی ہیں یوں نہیں کہ دو رکعات نفل کو جو بیٹھ کر ادا کی ہوں ایک تصور
کیا ہے۔ اس قسم کے علم و عمل کا نشانہ دشمن سنت و صراط علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التبیہ کی عدم تحقیق ہے۔
تعجب ہے کہ ان شہروں میں جو علماء مجتہدین کا مسکن و ماویٰ ہیں اس طرح کی بدعات رواج پذیر ہو چکی ہیں حالانکہ
ہم فقہاء اسلامی علوم کا استفادہ ان بزرگوں کی برکات سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی درست بات کا اہام فرماتے
والا ہے۔ نو

انہ کے بیش تو غم غم دل ترسیم کہ دل آزدہ شوی ورنہ سخن بسیار است
میں نے غم دل تھوڑا سا بیان کیا ہے۔ میں ڈر گیا ہوں کہ تو دل آزدہ ہو گا ورنہ باتیں بہت ہیں۔ والسلام

مکتوب نمبر ۱۳۲

علامہ محمد صدیقی بخشنی کی طرف سے صادر فرمایا:

در وقتندوں کی مجلس سے اجتناب اور فقراء کی صحبت کی ترغیب کے بیان میں۔

کیونکہ فقراء کے آستانوں کی عبادت کثی الغنیاء کے ہاں صدہ نشینی سے بہتر ہے۔

عَمَّ يَتَسَوَّغُ قُلُوبُنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا لِمَا لَنَا مِنْ لَدُنْكَ سُلْكَ سَرَحَتَمَّ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

اے اللہ! ہماری دلوں کو کچھ ہونے سے بچا۔

اس کے بعد کہ تو نے ہم کو ہدایت بخشی اور ہم اپنے

پاس سے رحمت عطا فرما۔ بیشک تو ہی میت عطا

فرماتے والا ہے۔

اے برادر آپ نے ظاہر طور پر فقراء کی صحبت و ہم نشینی سے کنارہ کشی کر کے اور دل تنگ ہو کر اغنیاء کی مجلس

اختیار کر لی ہے۔ آپ نے بہت بُرا کیا ہے۔ آج اگر تمہاری چشم بصیرت بند ہے تو کل کھول دیں گے۔ مگر اس وقت

ندامت اور شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بتا دینا شرط ہے۔ اے رویہ الٹی کے مارے ہوئے تیرا معاملہ دو حال

سے خالی نہیں۔ اغنیاء کی مجلس و صحبت میں تجھے جمعیت فاطمہ نصیب ہوگی یا نہ ہوگی۔ اگر ہوگی تو وہ بھی بُری ہے۔

اور نہ ہوگی تو یہ بہت ہی بُری بات ہے۔ ان کی مجلس میں اگر جمعیت فاطمہ نصیب ہوگی تو وہ جمعیت نہیں بلکہ فی الحقیقت

اشکبارج رکچہ وقت کے مے مہلت ہے۔ اس صورت حال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ اور اگر جمعیت فاطمہ نصیب ہی

نہ ہو خسراندنیا و الآخرہ، دنیا اور آخرت کا خسارہ اس کا نشان حال ہے۔ یاد رکھ فقراء کے آستانے کی

عبادت کثی الغنیاء کی صدہ نشینی سے بہتر ہے۔ آج اس بات کی سمجھ آئے یا نہ آئے۔ آخر کار سمجھ آ جائے گی مگر

اس وقت کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ لذیذ طعام اور اچھے اندازِ فخر و لباس کی آرزو نے تجھے اس بلا میں ڈال دیا ہے۔ اب

بھی کچھ نہیں گیا۔ اپنے اصلی مقصد کی فکر کرو۔ جو کچھ حق سبحانہ تعالیٰ سے لڑکاؤٹ کا باعث ہے۔ اس سے دُور

بھاگو۔ اور بچو۔

بیشک تمہاری کچھ بیویاں اور اولاد تمہاری

دشمن ہے ان سے بچو۔

اِنَّ مِنْ اَنْفَادِ اِحْكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ

عَدُوٌّ اَلَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ

نفسِ قطعی ہے۔ صحبت کے متعلق نے مجھے اس بات پر مجبور کیا کہ تمہیں نصیحت کروں۔ آگے اس پر عمل

کر دینا نہ کرو یہ تمہاری مرضی۔ شعر

وَقَدْ كَانَ مَا خِفْتُ أَنْ يَكُونَا
 إِنَّا الْكَافِرُونَ اللَّهُ سَأَجْعَلُنَا
 یعنی جبکہ وہ بات ہو کہ وہی جس کا مجھے ڈر تھا۔ إِنَّا الْكَافِرُونَ سَأَجْعَلُنَا
 ان سب لوگوں پر سوسنی کا نزول ہو جو ہدایت کے پیروکار اور رحمت محمد مصطفیٰ علیہ علی آلہ الصلوٰت
 والتسلیمات ورحماتہا وکلمہا کی سنت کے پابند ہیں۔ مجھے تہا ہی فطرت اور استعداد سے کچھ اور بھی توقع تھی۔ تم
 نے اپنی استعداد کے سہمہ نفس کو اپنا نامہ میں بھینک دیا ہے۔ رَأَيْنَا إِلَیْهِمْ سَأَجْعَلُنَا

مکتوب نمبر ۱۳۳

یہ مکتوب بھی علامہ محمد صدیق کی طرف صادر فرمایا۔ اس بیان میں گرفتِ صحت کے لمحات کو غنیمت جاننا چاہیے
 اور اپنے قیمتی وقت کی قدر کرنی چاہیے۔

قائد کے ہاتھ آپ نے جو مکتوب ارسال کیا تھا قابلِ گما ہے۔ فرصت کے لمحات کو غنیمت جانو۔ اور اپنے وقت
 عزیز کی قدر کرو۔ رسوم و عادات سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اور جیلوں جہازوں سے خسارے اور محرومی ہیں ہی
 اضافہ ہوتا ہے۔ مخیر صادق حضور نبی کریم علیہ علی آلہ من الصلوٰت وکلمہا ورحماتہا وکلمہا نے فرمایا ہے :
 هَذَلَّتِ الْمُسَوِّفُونَ۔ یعنی یہ کام بھی کروں گا کہنے والے ہاک ہو گئے۔

ایام زندگی کو نو سویم مقاصد میں صرف کرنا اور نو سویم مقاصد و اموال اور منافع دنیوی کو عمر و موجود کے
 لئے نگاہ رکھنا بہت بُرا ہے۔ چاہیے یہ کہ نقدِ وقت کو اہم اور ضروری کام میں صرف کیا جائے۔ اور بظرفِ نقد آنے
 والی زندگی جو ایک وہی امر ہے (کو بے فائدہ آسائش و آرامش کے لئے ذخیرہ بنانا چاہیے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی
 طلب میں ہے آلامی کا فائدہ ہی مٹا کر دے۔ تاکہ ماسوائے حق کے ساتھ آرام حاصل کرنے سے نجات میسر آجائے۔
 گفتگو اپنے فائدہ سے سلامتی قلبِ غلبہ کرنی چاہیے۔ اصل مقصد کی فکر میں رہنا چاہیے اور نہ یعنی امور سے
 مکمل طور پر پرکریز کرنا چاہیے۔ بہت

ہر چہ تجز عشقِ خدائے احسن است گو شکر خرد و دل بود جانِ کند است

خدائے احسن کے عشق و محبت کے سوا جو کچھ ہے۔ اگرچہ شکر کھانے کا فیصل ہی ہی کیوں نہ ہو دراصل اپنی
 جان کو ہاک کرنے کی یہی بات ہے۔

ما عول رسول الا البلاغ رستوئوں پر صرف بات کا یہ بننا دیا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۳۴

یہ مکتوب بھی آقا محمد صدیق کی طرف لکھا۔ ”فقیر سی ویک کرکوں گا“ سے روکنے کے بیان میں۔

اسی سبحانہ و تعالیٰ مدارج قرب میں بے اندازہ حروج عطا فرمائے۔ بھرت سید المرسلین علیہ و علیہم و علی آلہ الصلوٰۃ والسلامات اتمیہ۔

اے محبت کے نشانات والے وقت انسان کی زندگی کو کاٹنے والی تلوار ہے۔ معلوم نہیں کل فرصت نصیب عیاں ہو۔ اہم اور ضروری کام آج ہی کرنا چاہیے۔ اور غیر ضروری کام کل پر ڈالنا چاہیے۔ عقل معاد کا یہی تقاضا ہے۔ جہاں عقل عاشق اس تقاضا سے غالی ہے۔ اس سے زیادہ کیا کچھ۔ والسلام

مکتوب نمبر ۱۳۵

یہ مکتوب خاص دوست محمد صدیق کی طرف صادر فرمایا:

ولایت کے مراتب کے بیان میں چاہتے ہیں بیت عامر ہو یا خاص۔ نیز ولایت فاعل کی بعض خصوصیات

کے بیان میں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ ولایت فنا اور بقا کا نام ہے۔ اور یہ ولایت یا عام ہوگی یا خاص۔ اور عام سے ہمارا تعلق و ملائق ولایت ہے۔ اور خاص سے ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التیمم و اکو ہے۔ ولایت محمدیہ میں فنا آتم اور بقا اکمل حاصل ہوتی ہے۔ تو جو نیک بخت اس نعمت عظمیٰ سے مشرف کیا گیا۔ اس کا جسم طاعت کیلئے نرم ہو گیا۔ اس کا سینہ اسلام کے لئے کھل گیا۔ اور اس کا نفس مطمئن ہو گیا۔ تو اس کا نفس اپنے مولائے راضی ہو گیا۔ اور اس کا مولا اس سے راضی ہو گیا۔ اور اس کا دل رب تعالیٰ کی ذات کے لئے ہی خاص ہو گیا۔ اور اس کی روح پورے طور پر صفات لاہوت کے مکاشفہ کے لئے آزاد ہو گئی۔ اور اس کا ہر شیون اور اعتدات کے لاحظ کیفیتا موصوف ہو گیا۔ اور اس مقام میں تعلیمات ذاتیہ برقیہ سے مشرف ہو گیا۔ اور اس کا لطیفہ غنی رب تعالیٰ کے کمالی تزیو اور تقدس کبریا کے سامنے درجائے جبریت میں ڈوب گیا۔ اس کا لطیفہ اشقی اس ذات کے ساتھ بے کمیت اور بے مثال طریقہ پر انفعال پذیر ہو گیا۔ مصرعہ

حنینا لا یابا ابنا الیوم نصیبنا
ارباب نعمت کو نعمتیں گوارا ہوں۔

اور ایک بات جو ذہن میں رکھنی چاہیے یہ ہے کہ ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقیر
 عروج و نزول کے نظام طریقوں میں دوسرے تمام مراتب و ولایت سے ممتاز اور الگ ہے۔ جناب عروج میں تو اس
 طرح کہ طیفہ اشقی کی نفا اور اس کی بقا اور اسی ولایت خاصہ کیساتھ مختص ہیں ہے۔ باقی تمام ولایتوں کا عروج اپنے
 درجات کے فرق کے مطابق صرف طیفہ خفی تک ہے۔ یعنی بعض ارباب ولایت کا عروج مقام روح تک ہے۔ اور
 بعض کا عروج سر تک۔ اور کچھ دوسروں کا عروج طیفہ خفی تک ہے۔ اور یہ ولایت عامہ کے درجات کی آخری حد
 ہے۔ اور جانب نزول میں اس طرح کہ ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقیر کے اولیاء کے اقسام عابروں کو
 بھی اس ولایت کے درجات کمال سے جسد ملتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج
 جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا جسے ضروری کیساتھ عروج حاصل ہوا۔ اور آپ پر جنت اور روزخ پیش کئے گئے۔ اور
 اللہ تعالیٰ نے جن علوم کی دہی آپ پر نازل کرنی تھی نازل کی۔ اور وہاں آپ حق تعالیٰ کی رویت بصری سے مشرف کئے
 گئے۔ اور اس طرح کی معراج حضور رب الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص ہے۔ اور وہ اولیاء جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی کمال متابعت سے موصوف ہیں اور آپ کے قدم مبارک کے نیچے چلتے ہیں انہیں بھی اسی مرتبہ مخصوصہ سے جسد
 ملتا ہے۔ مصرعہ: واللہ من ہن کما شئو الکرام نصیب۔ کو ہم لوگوں کے پیالے میں زمین کا بھی جسد
 ہے۔ اس باب میں آخری بات یہ ہے کہ دنیا میں رویت کا وقوع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔
 اور جو اولیاء کرام آپ کے قدم کے نیچے ہیں انہیں جو حالت نصیب ہوتی ہے وہ رویت کی حالت نہیں۔ اور
 رویت اور اس حالت میں فرق اصل اور فرع اور شمس اور اس کے سایہ کا فرق ہے۔ رویت اور یہ حالت ایک
 دوسرے کا عین نہیں۔

مکتوب نمبر ۱۳۶

یہ مکتوب بھی تاحمد مدنی کی طرف صادر فرمایا:
 تسلیت یعنی نیک کام میں ال مثل اور مطلوب تحقیقی کے حصول میں تاخیر سے روکنے کے
 بیان میں۔

آپ کا مکتوب مرغوب موصول ہوا۔ چونکہ قاصد رشتان المبارک کے آخری عشرہ مبارک میں پہنچا۔ اس لئے
 اس ہفتہ کے گزرنے کے بعد جواب کا پروگرام بنایا۔ قاضی خان کے خط کا جواب اور خواجہ عبد اللہ کے خط کا جواب
 ارسال کر دیا ہے۔ اسے ملاحظہ کر لیں۔ اس دفعہ تہدار افواج میں جانافیر کے نزدیک غیر معقول نظر آتا ہے معلوم

نہیں اس میں کیا ہمت ہے۔ حقیقت معاملہ کا علم اللہ سبحانہ کو ہی ہے۔ آپ کو یومیہ روزی عطا فرمائی ہوئی ہے۔ اسے نصیحت جانتے ہوئے اپنے کام کی فکر کرنی چاہیے۔ اسے مزید روزی حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے کیونکہ یہ طریقہ انتہائی جلدی کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ درویشی میں لمبی امیدیں رکھنا کثرت ہے۔ اور قرض سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ اور معاملہ غیر معلوم ہے کہ خواجہ صاحب سے شاید اس کی صورت ہی سکے۔ اگر اس بار سے میں اشتباہ ہو تو خواجہ صاحب کی طرف یہ بات صاف اور صریح طور پر کہیں۔ اگر وہ بھی جواب میں واضح طور پر نہ کہیں اور ان کی طرف سے پختہ وعدہ محسوس ہو۔ اس نصیحت کے تحت جاسکتے ہیں۔ لیکن تسلیت و تسکین کام میں نالی مولیٰ اور تاخیر کا کیا علاج۔ آپ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں جلد کر لیں فرصت کے لمحات نہایت غلیظت ہیں۔

مکتوب نمبر ۱۳

عاجی حضرت خاں افغان کی طرف صادر فرمایا۔

اوائے نانا کی بندہ سی شان میں جس کا کالی نہایت نہایت کیساتھ وابستہ ہے۔ اور اس کے

مناسب امور کے بیان ہیں۔

آپ کا مکتوب مرغوب موصول ہوا۔ مضمون وضاحت سے قہ میں آیا۔ عبادت میں لذت اور اس سے ادا کرنے میں رنج و تکلیف کا رافع ہونا حق سبحانہ و تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ خاص کر اوائے نانا میں جو غیر خیریت کو پیش نہیں۔ علی الخصوص فرض نماز کے ادا میں۔ کیونکہ ابتدا میں نفل نماز کے ادا کرنے میں لذت نصیب ہوتی ہے۔ اور نہایت نہایت میں پہنچ کر لذت کی یہ نسبت اوائے فرض کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے۔ اور

لے عاجی حضرت خاں مرحوم حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے منظر نظر لوگوں میں سے ہیں۔ آپ کو حضرت امام ربانی قدس سرہ کی طرف سے تسیم طریقہ کی اعانت بھی مرحمت ہوئی۔ یہ شمار معنوی آپ کے فیض سے مستفید ہوئی۔ آپ ذات کا اکثر عقد گریہ و زاری میں بسر کرتے ہوئے تھے، تواضع، صفائی قلب اور حضور کے اوصاف سے مصروف تھے۔ اور آپ کے اوقات تلاوت قرآن مجید، اذکار و قرائل اور اواراد و وظائف سے معمور تھے۔ آپ سرچند شریف کے مضائقہ میں قصبہ پہلوی میں مسکونت رکھتے تھے۔ عاجی صاحب مرحوم اقلہ حضرت مجدد الف ثانی خاں اللہ رحمۃ اللہ کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی محفل جنت نشان میں حاضر ہوتے۔ اور مزید سعادت جمع کرتے رہے۔ بعد میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت میں مسکون کی تکمیل کی۔ آپ نے ۱۰۵۶ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار شریف قصبہ پہلوی میں ہے۔ تہذیباً، عقلاً،

بندہ اور اسے نوافل میں اپنے آپ کو بے کار تصور کرتا ہے۔ اور اس کے نزدیک اور اسے فرض ہی کا عظیم قرار پاتا ہے۔ مصرعہ: این کار دولت است کنوں تا کرد ہند۔ یہ دولت اور سعادت کا کام ہے۔ دیکھتے اس بات نعمت کے نصیب ہوتی ہے۔

یہ بات علم میں ہوتی چاہیے کہ نماز ادا کرتے وقت جو لذت نصیب ہوتی ہے۔ نفس کے لئے اس میں کوئی حصہ نہیں۔ بلکہ وہ اس لذت کی حالت میں نالہ و فغان کروا ہوتا ہے۔ سبحانہ اللہ کیا بلند مرتبہ ہے۔ مصرعہ: ہذا لادرباب النعیم تعبیہا۔ ارباب نعمت کو تعیش گوارا ہوں۔ ہم جیسے دیوانوں کے لئے اس طرح کی گفتگو ہی غنیمت ہے۔ مصرعہ: ہمارے ہر بیچ خاطر خود شارسے کم۔ کسی طرح ہی مجھے دل کی خوشی نصیب ہو جائے۔ یہ بات بھی جان لیں کہ دنیا میں کتنا آخرت میں رتبہ و وسعت کی طرح ہے۔ دنیا میں نہایت قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ اور آخرت میں نہایت قرب دیدار خداوندی کے وقت ہوگا۔

اور یہ بات بھی ذہن میں رکھیں باقی عبادات نماز کے وسائل اور ذرائع ہیں۔ اور نماز مقاصد میں سے ہے۔ والسلام والاکرام

مکتوب نمبر ۱۳۸

شیخ بیاد الدین ہرندی کی طرف صادر فرمایا:

کینی دنیا کی مذمت اور دنیا داروں کی صحبت و مجالست سے پرہیز کرنے کے بیان میں۔

فرزند ارشد اس کینی اور مغربی دنیا پر خوش نہ ہو۔ جناب تقدس خداوندی بل سلاطین کی طرف دائمی توجہ کے سرمایہ کو اخف سے نہ جانے دے۔ اور اس بات کا خیال کرے کہ کیا چیز فروخت کر رہا ہے۔ اور کیا خرید رہا ہے۔ آخرت کو دنیا کے بدلے میں دے دینا اور مغفوق میں الجھ کر حق سبحانہ سے کٹ جانا ایسے وقوفی اور بے عقلی ہے۔ دنیا اور آخرت کا جمع ہونا ضدوں کے جمع ہونے کی مانند ہے۔

مَا أَحْسَنَ الدِّينَ وَالْأَنْبِيَاءَ كَمَا جَمَعَا کیا ہی اچھا ہوتا اگر دین اور نبیاء دونوں جمع ہو جاتے ان دو بندوں میں جس کو چاہیں اختیار کریں۔ اور جس کے عوض چاہیں اپنے آپ کو فروخت کر دیں۔ آخرت کا عذاب ابدی اور دائمی ہے۔ اور دنیا کا سادہ و سادہ بالکل تصور ہے۔ خدا تعالیٰ سبحانہ کو دنیا کو اپنا دشمن قرار دیتا ہے۔ اور آخرت اللہ تعالیٰ و تقدس کی پسندیدہ شے ہے۔ ن

عِشْ مَا شِئْتَ وَبِأَمْرٍ مَيِّتٍ وَالْوَمَّ مَاتَتْ قَارِئَاتُ مَعَارِفِ قَدَمِ

ہوتا بھی عرصہ زندہ رہا آخر قہر مٹا دیا ہے۔ اور جس شے سے بھی چھوڑنا چاہیں اسے چھوڑنا پڑے گا۔ آخر کار زن و فرزند کو چھوڑنا پڑے گا۔ لہذا ان کی تباہی کو حتی سحان کے محلے کرنا چاہیے۔ اور کج اپنے آپ کو مریہ تصور کرنا چاہیے۔ اور ان کی بہات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے۔

إِنَّمَا مَنَ أَوْلَاٰ حُكْمُ وَأَوْلَاٰ لَكُمْ عَذَابُ
بیشک تمہاری کچھ بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن
لکم فاحذروہم۔ ہے۔ ان سے ڈرنا چاہیے۔

نص قطعی ہے۔ بار بار تاکید ہے۔ خواب غرگوش میں کب تک پڑے رہو گے۔ آخر انکو کھولنی چاہیے اپنی دنیا کی صحبت اور ان سے میل جول نہ برقرار رکھو۔ اس نہر کا کشتہ واثمی موت میں گرفتار ہے۔ عقلمند کو تو اشارہ ہی کافی ہے۔ چہ بائیکہ بہر امت بار بار تاکید اور مبالغے کیساتف کہا جائے۔ بادشاہوں کے درباروں کا فقر و چرب و شیریں مرض قلبی میں اضافہ کرتا ہے۔ تو ایسی صورت میں نجات اور فراخ کس طرح نصیب ہو سکتی ہے۔ ڈرو، ڈرو، ڈرو۔

میں اسچہ شرط بلا غصہ با تو میگویم تو خواہ از سخنم پسند گیر خواہ ملال
میں نے شرط تبلیغ پڑی کر دی ہے۔ تو میری باتوں سے خواہ نصیحت حاصل کر خواہ ملال
شیر کے بھی فریاد وہ ان کی صحبت سے دور بھاگو۔ کیونکہ شیر صرف دنیوی موت کا سبب بنتا ہے۔ اور اس سے آخرت برد باد نہیں ہوتی۔ لیکن حکام و مصلطین سے میل جول بلوک ابدی اور خسارہ دائمی کا سبب بن جاتا ہے لہذا ان کی صحبت سے بچو، ان کے فقر سے بچو، ان کی دوستی اور صحبت سے بچو اور ان کو دیکھنے سے بھی گریز کرو۔ حدیث صحیح میں وارد ہو چکا ہے۔

مَنْ تَوَاضَعَ غَنِيًّا لِّغَنِيٍّ ذٰلِكَ هَبْ
جو کسی غنی کی اس کی دولت کی وجہ سے تواضع
کرتا ہے اس کا وجہ دین ضائع ہو جاتا ہے۔

آپ کو احساس ہونا چاہیے کہ یہ سب تواضع اور چاہیو ہی ان کی دولت کی وجہ سے ہے۔ اور اس کا نتیجہ دو چیزیں اپنا دیں بر باد کرنے کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ تو تمہارا اسلام سے کیا تعلق اور تم نجات کیسے پاسکتے ہو۔ یہ سب مبالغہ اور تاکید اس لئے ہے کہ بغیر جاننا ہے کہ نامنس لوگوں کی صحبت اور ان کے فقر و چرب و شیریں نے اس فرزند کو نصیحت قبول کرنے اور عقلمندی اختیار کرنے سے دور کر دیا ہے۔ اور سرسری لکھ و لکھام سے متاثر ہونے سے امید کم ہے۔ تو تمیں بار بار کہتا ہوں کہ ان کی صحبت سے بچو۔ اور ان کی شکل سے بھی گریز کرو۔

اللہ سبحانہ ہی تو قہر عطا کرنے والا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ میں اور تمہیں ان باتوں سے نجات دے جو بہار سے ہندستان والے رب تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ بھروسہ نہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو یہ کیشر ہیں اور جن کی

مدح میں مازاج البصر وارو ہوا ہے ۔ و علی آلہ من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها ۔

مکتوب نمبر ۱۳۹

جعفر بیگ نہانی کی طرف صادر فرمایا:

اس و محنت جماعت کے بیان میں جبرائیل اللہ پر اعزاز اعلیٰ کرتی ہے ۔ اس جماعت کی جو مذمت جائز ہو سکتی ہے ۔

آپ کے التفات نامہ گرامی نے مشرف فرمایا ۔ حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے ۔ آپ فقراء کے حالات پر غور فرمائی رکھتے ہیں ۔ اور موجودگی اور عدم موجودگی کو یکساں حیثیت دیتے ہیں ۔
مخدوم گرامی اگلا قریش نے جب اپنی کمال بد بختی کی بناء پر اہل اسلام کی بُرائی اور مذمت میں بیت مبالغہ کیا تو حضرت رسالت مآب علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض اسلامی شعراء کو حکم دیا کہ نالائق کفار کی مذمت میں بُرائی اشعار میں کریں ۔ وہ شاعر حضرت رسالت مآب علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها کے سامنے ہنجر پر بیٹھا اور کفار کی مذمت میں انہیں اشعار کہتا ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اوقات یہ کفار کی مذمت میں صرف رہتا ہے ۔ روح القدس رجب ربیع الاول کے ساتھ رہتا ہے ۔ مخلوق کی طرف سے ایذا اور تکلیف کا پہنچنا عشق کی غلیظتوں میں سے ہے ۔ اے اللہ ہمیں ان عشاق میں داخل کرے ۔ ہجرت مدینہ میں علیہ و علیہ وسلم و علی آلہ الصلوات و التسلیمات ۔

مکتوب نمبر ۱۴۰

محمد مصدوم کا بیٹی کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ رنج و محنت و محنت کے لوازمات میں سے ہے ۔

اے محبت کے نشانات والے رنج و محنت و محنت کے لوازمات میں سے ہے ۔ فقراء کے لئے درود و عظم کا ہونا

لازمی بات ہے ۔ بیت

غرض از عشق قوام چاشنی در دوغم است در نہ زیر فلک اسباب تنعم چہ کم است
یہ سہ ساتھ عشق لگانے سے میری غرض و غایت در دوغم کی چاشنی ہے ۔ در نہ آسمان کے نیچے ناز و نعمت کے اسباب ہیں

دوست آوارگی چاہتا ہے۔ تاکہ اس کے غیر سے بالکلیہ قطع تعلقی ہو جائے۔ آرام بے آرامی میں ہے۔ اور لذت و خوشی سوز میں ہے۔ قرار بے قراری میں اور راحت و نرم خودہ ہونے میں ہے۔ اس مقام میں فراغت تلاش کرنا اپنے آپ کو سخت میں ڈالتا ہے۔ اپنے آپ کو مکمل طور پر مجبور کے سپرد کرنا چاہیے۔ اس کی طرف سے جو کچھ آئے پوری رضا اور خوشی سے قبول کرنا چاہیے۔ اور اپنے ابرو نہیں پھیرنے چاہئیں۔ زندگی گزارنے کا طریقہ اسی روش میں ہے۔ جہاں تک ہو سکے استقامت اختیار کرو۔ ورنہ کسستی تمہارے کچھ تعاقب کر رہی ہے تمہاری مشغولیت بہت اچھی ہو چکی تھی۔ لیکن قوت سے پیشتر ہی صنعت کا شکار ہو گئی اگر تقویر اس بھی ان تدوینات اور سلوک اور بے اطمینانی سے اپنے وقت کو ضائع نہ کریں تو اس طرح پہلے سے بھی بہتر ہو جائے گا۔ چاہیے کہ ان بے چینی کے اسباب کو عین جمعیت کے اسباب قرار دیں۔ تب ہی کوئی کام انجام دیا جاسکتا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۴۱

مولا محمد رفیع کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ سلوک کے اس کام میں سحرہ چیز محبت و اخلاص ہے۔

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ بحضرت سید المرسلین علیہ وسلم و علی آلہ السلام و التسلیمات و التسلیمات و التسلیمات ترقیات عطا فرماتے۔ قلبی اسوال کے بارے میں آپ کبھی کچھ نہیں لکھتے کہ کیا صورت حال ہے۔ اس سلسلے میں ضرور کچھ نہ کچھ لکھا کریں کہ یہ بات خاتمانہ توجہ کا موجب ہے۔ اس کام میں عمدہ بات محبت و اخلاص ہے۔ اگر اس وقت ترقی محسوس نہیں ہو رہی تو غم کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب اخلاص پر استقامت حاصل ہے۔ تو سوالوں کا کام چند گھنٹوں میں پورا ہو سکتا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۴۲

مولا عبد الغفور برقعہ کی طرف صادر فرمایا:

اس امر کے بیان میں کہ ان بزرگوں کی اگر تقویر ہی سی نسبت بھی اچھا کام ہے تو تقویر ہی نہیں۔

آپ کا مکتوب مبارک جو التفات و توجہ سے آپ نے ارسال کیا تھا موصول ہوا۔ فقرہ سے محبت اور اس گروہ کی طرف توجہ و نیاز خداوند تعالیٰ بل سعادہ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے

سے بھی کان میں پڑے بہت ہی اچھی لگتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضرت سید الشہداء کی سب سے پاک علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر و باطن کی متابعت پر ثبات و دوام عطا فرمائے۔ مصرعہ: کلام نیست و غیر این ہمزہ یک۔ اصل کام یہی ہے۔ باقی سب بے فائدہ باتیں ہیں۔

مکتوب نمبر ۱۲۳

پیش کشی کی طرف صادر فرمایا:

اس امر کے بیان میں کہ موسم جوانی کو غنیمت جانتے ہوئے اُسے لہو و لعب میں صرف نہیں کرنا چاہیے۔
فقراد سے محبت رکھنے والے مولانا شمس کوٹلیک کاموں کی توفیق نصیب ہو۔ کہ موسم جوانی کو غنیمت جانتے ہوئے لہو و لعب میں صرف نہ کرے۔ اور اخروٹ و متغذہ معمولی چیزوں اسکے عوض نہ دے ڈالے۔ کیونکہ ایسی صورت میں آخر کار ندامت و پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بنا دینا شرط ہے۔ پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ اور صلا و حلال میں قیہ کریں۔ نماز آخروی کا طریقہ صاحب شریعت کی متابعت ہے۔ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و التسلیمات۔ قانی لذتوں اور ہلک ہو جانے والی نعمتوں کو اپنا منظور نظر نہ بنائیں۔

واللہ سبحانہ الموفق للخیرات

بقیہ ماشیہ صفحہ ۱) پاکستان نے اپنی تصنیف "تعلیمات مجددیہ" میں جو عقائد حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کئے ہیں، حضرت امام ربانی قدس سرہ کا ان عقائد سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ بلکہ ملک صاحب نے محض قریب عوام کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اور بزرگوں پر بیتان تراشی کر کے اپنی عاقبت مزید خراب کی ہے۔ حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ اور اہل سنت و جماعت کا تبرکات کے متعلق یہ عقیدہ قرآن و سنت سے بھی صاف ثابت ہے۔ قرآن حکیم میں وارد ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا اذْهَبُوا بِعِصْمِیْ هٰذَا لِقَیْہِمْ وَحٰی وَجْہِہٖ اَیَّ یَاکِبُ بِعِصْمِہٖ۔ یعنی میری یہ قمیض سے جاؤ اور اسے میرے باپ کے حجرے پر ڈال دو۔ اس طرح ان کی گئی ہوئی دنیا واپس آجائے گی۔ قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر وارد ہے اَنْ یَّاتِیَکُمْ التَّاجِرَاتُ وَخِیْرٌ مِّنْ سِکِّیْنِہٖمِنْ مِّنْ مَّکُمْ وَیَعْبُدْنَہٗنَّ فَمَا تَوْفِیْقُہٗنَّ اَلَمْ یَوْسَعِ ذَا اَلْکَرَمِ وَتُؤْتِیْنَ یَعْنٰی لے نما اسرائیل قہار سے پاس ایک صندوق آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکون اور ان پر نکتہ

مکتوب نمبر ۱۴۲

ماخذ محمودہ ہوری کی طرف صادر فرمایا :

سیر و سلوک کے معنی اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کے بیان میں کہ دو طرح کی اس سیر کے علاوہ دو طرح کی سیر اور بھی ہے جو ان دو کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

سماء و تعالیٰ بھرتہ سید البشر اور کئی نظریے پاک ذات علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات مدارج کمالات میں یہ اندازہ ترقیات عطا فرماتے۔ مفسر: از ہر چہ میر و دکن دوست خوشتر است۔ یعنی جس طرف سے جلی دوست کی بات کان میں پڑے بہت ہی اچھی ہے۔ سیر و سلوک علم میں حرکت سے عبارت ہے۔ جو مقولہ کیفیت میں سے ہے۔ حرکت ایسی کی یہاں گنجائش نہیں۔ پس سیر الی اللہ حرکت علیہ سے عبارت ہے۔ جو علم اسفل سے علم اعلیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ اور اس سے اور اوپر بچھو اور اوپر یہاں تک کہ بندہ تمام ممکنات کے علوم طے کرنے اور ان کے مکمل طور پر

لے کیفیت دراصل اہل علم کا نام ہے۔ جس کا تصور و تعقل غیر کے تصور و تعقل پر موقوف نہ ہو۔ اور جو اقتضاء اولیٰ کے لحاظ سے تشریح یا عدم تقسیم کی متقاضی نہیں۔ پھر آگے اس کے کئی اقسام ہیں جیسے کیفیت راسخ اور غیر راسخ اور کیفیت نفسانیہ اور علم صحیح و ذہب کے مطابق مفکر کیفیت سے ہے۔ لکھا اشار الیہ مجدداً فی ثانی رضی اللہ عنہ۔ حرکت ایسی یعنی انتقال مکانی یعنی یہاں سیر و سلوک سے مراد یہ نہیں کہ ساکب ایک مکان سے متعلق ہو کر دوسرے مکان میں جا پہنچتا ہے۔ بلکہ اس طرح کی سیر کی یہاں گنجائش نہیں۔

بقیہ باب صفحہ ۳۴۱ کا باقی ماندہ ذریعہ ہوگا جسے آگے مرحلے اور آگے اور ان کیچھے چھوڑ گئی۔ بنامہ شریف میں ہے کہ اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جبہ شریف کا ایک ٹکڑا تھا جب کوئی لاعلاج مرض آپ کے پاس آتا تو آپ وہ ٹکڑا پانی میں جگرتیں اور اس کو پانی بنا کر کوہا تیں اسے شفا بہ جاتی۔ اللہ تعالیٰ کے ایک مقدس رسول حضرت یوسف علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوہر طبرہ کا عقیدہ معاذ اللہ ہرگز مشرکاد نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ المستوفی لدیہ السواب والیس المرجع والکتاب وخال اللہ تعالیٰ ان یزینا علی الحق والصدق الثبات والصداد وجہنا عن جمیع اصناف الکفر والاحاد۔

(مترجم علی عثمان)

قنا ہو جانے کے بعد علم واجب تک باپ پچتا ہے۔ اور اس حالت کو فنا سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور سیر فی اللہ اس حرکت علمی سے عبارت ہے جو مراتب و درجہ یعنی اسماء صفات ثنویں، اعتبارات و تقابلیات اور تزیینات ہی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اس مرتبہ تک پہنچتی ہے۔ جسے کسی عبارت سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اور اس کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ اور اس کے کسی نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ اور نہ بطور کنیہ اسکا اظہار ہو سکتا ہے۔ اور اس کے کوئی عالم جان سکتا ہے اور نہ کوئی ادراک کرنے والا اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ اس سیر کا نام بقا ہے۔

اور سیر من اللہ باللہ بھی جو تیسری سیر ہے۔ حرکت علمی ہی سے عبارت ہے۔ جو علم اعلیٰ سے علم اسفل تک ہوتی ہے۔ اور اس سے اور نیچے پھراور نیچے۔ یہاں تک کہ عارف یکچھ کی طرف چل کر پھر ممکنات تک آ پہنچتا ہے اور تمام مراتب و درجہ کے علوم سے نیچے آتا ہے۔ یہ وہ عارف ہے جو اللہ سے وابستگی کے باعث سب کچھ عاقی نیسیاں میں رکھ دیتا ہے۔ اور اللہ سے اللہ کے ساتھ رجوع کرتا ہے۔ یہی واحد پرانے والا اور فائدہ دہن پانے والا ہوتا ہے۔ اور یہی واصل اور پھر میں ملتا عارف ہے۔ اور یہی قریب اور بعید عارف ہے۔

اور چوتھی سیر جو اشیاء میں سیر ہے۔ یہ بھی سیر اول میں اشیاء کے علوم کے زوال کے بعد پھر آجستہ آجستہ اشیاء کے علوم کے حصول سے عبارت ہے۔ تو جیسا کہ تم جانتے ہو چوتھی سیر اول کے مقابل ہے۔ اور تیسری سیر دوسری کے مقابل ہے۔

اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ نفس و لا یت کے حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اور نفس و لا یت فنا اور بقا سے عبارت ہے۔ اور تیسری اور چوتھی سیر مقام رحمت کے حصول کے لئے ہے جو انبیاء کو ام زکریا و عیسیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور تسلیات ان سب پر سمونا اور ان سب سے افضل پر خصوصاً ہوتی رہیں۔

اور اس ہر درگ گروہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی کامل متابعت کرنے والوں کو بھی اس مقام سے جہت ملتا ہے۔ جیسا کہ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي اَدْخُلُوْا اِلَيْهَا عَلٰى بَيْتٍ مِّمَّ اَنَا وَفِيْهَا اَسْبِغُوْا

یہ ہے ابتداء و انتہا کی بات جس کے ذکر سے مقصود اس کی بلندی شان کا اظہار اور طہاں حق کو شرق و دانا ہے۔ ہر شکر غلغلیہ سے صغریاں اذ بڑے کھدائی سودا شیاں لئے صغریاں مزاج کو گرم شکر پر غروب کوڑ۔ کیونکہ سوداوی مزاج ترنا بیگی کا شکار ہیں۔

ان لوگوں پر سلامتی کا نزول ہوتا رہے۔ جو ہدایت کے پیر و کار اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت پر کاربند ہوں۔

مکتوب نمبر ۱۲۵

ملا عبد الرحمن مفتی کی طرف ماسد فرمایا :

اس امر کے بیان میں کہ طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ قدس سرہم نے ابتدائے سیر عالم امر سے اختیار کی ہے۔ اور اس لازم کے بیان میں کہ اس طریقہ کے بعض مقتدی جلد متاثر کیوں نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور قہیں شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التحیہ کے راستہ پر ثابت رکھے۔ اللہ اس بندے پر بھی رحم فرماتے ہو آمین کہے۔

طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے اپنی سیر کی ابتداء امر عالم سے اختیار کی ہے۔ اور عالم خلق کو اس کے ضمن میں طے کیا ہے۔ بخلاف دوسرے سلاسل کے مشائخ کہ ان کی سیر کی ابتداء عالم خلق سے ہوتی ہے۔ عالم خلق طے کرنے کے بعد عالم امر میں قدم رکھتے ہیں اور مقام جذب تک پہنچتے ہیں۔ لہذا طریقہ نقشبندیہ واصل میں تمام طریقوں سے زیادہ قریب ہے۔ اور دوسروں کی انتہاء ان کی ابتداء میں درج ہے :

قیاس کی رنگستان من بہار مرا میر سے باغ کی رعنائی سے میری بہار کا اندازہ کرو

اس جلد طریقہ کے کچھ طالب ایسے ہوتے ہیں کہ باوجودیکہ ان کی سیر کی ابتداء عالم امر سے ہوتی ہے۔ تاہم وہ جلد اثر پذیر نہیں ہوتے۔ اور لذت و ملاوت جو جذبہ کشش کاہر اول دستہ ہے اپنے اندر جلدی پیدا نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عالم امر و عالم خلق کی نسبت کمزور ہوتا ہے۔ اور یہی ضعف و کمزوری جلد اثر پذیر میں رکاوٹ اور سد راہ ہوتی ہے۔ اثر پذیر ہونے میں یہ تاخیر و دریر اس وقت تک موجود رہتی ہے جب تک ان میں عالم امر و عالم خلق پر غلبہ اور قوت حاصل نہ کرے۔ اور معاملہ برعکس نہ ہو جائے۔ اس ضعف کا علاج اس طریقہ کے مناسب یہ ہے کہ مکمل تقوت والا مشرک پگڈ سے تقوت سے کام لے۔ اور دوسرے طریقوں کے مناسب اس مرض کا علاج یہ ہے کہ پہلے تزکیہ نفس کیا جائے اور ریاضات و محاکدات شاذہ موافق شریعت اختیار کئے جائیں۔ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التحیہ۔ یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ دیر سے اثر پذیر ہونا استعداد کے ناقص ہونے کی علامت نہیں۔ بلکہ استعداد اولیٰ گروہ کے متعلق بھی یہ ممکن ہے کہ اس بل میں جلد اور گرفتار ہو۔

والسلام

مکتوب نمبر ۱۴۶

سہن کے نگار کی نصیحت میں شرف الدین حسین بدخشی کی طرف تحریر فرمایا :

فرزندی شرف الدین حسین کا مکتوب موصول ہوا۔ اللہ سبحانہ کی حمد اور اس کا احسان کہ تم فقرائے کی یاد کی سعادت سے بہرہ مند ہو۔ وہ سہن جو آپ نے سیکھا ہوا ہے۔ اس کے تکرار سے اپنے وقت کو محروم و آباد رکھیں۔ اور فرست کے لمحات سے پُر فائدہ اٹھائیں۔ ایسا نہ ہو کہ فانی گزروں اور راست سے دور کر دے۔ اور اہل ہوسانے والی چیزوں کی شاہان و شوکت بے ملامت کر دے۔ نسبت

بہر انداز زمین تہذیب است کہ تو طفلی و خانہ بہر رنگین است

چھیری مدی نصیحت یہی ہے۔ کہ تو بچہ ہے۔ اور گھر سادا بڑا رنگین ہے

کیا ہی عظیم نعمت ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اُمّی ہوئی ہوئی میں ہی تو یہ کی توفیق عطا کرے۔ اور پھر اس پر استقامت بھی دیدے۔ یہ کہنا بالکل درست ہے کہ دنیا کی تمام نعمتیں اس ایک نعمت کے سامنے گہرے دریا کے آگے قلعہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا تمام دنیاوی اور اخروی نعمتوں سے فوق اور اعلیٰ ہے۔ وَرَحْمَتُكَ اَوْفَتْ عَنِ الْغَيْرِ۔ اللہ تعالیٰ کی رضا بہت بڑی چیز ہے۔ اور سلامتی کا نزول ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو ہدایت کا پیر و کار اور متابعت مصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلامات ائمہ و ائمہا پر کار بند ہو۔

مکتوب نمبر ۱۴۷

خواجہ محمد اشرف کابلی کی طرف صادر فرمایا :

اس اور کے بیان میں کہ مخلوق سے آگاہ ہونا رب تعالیٰ سے وابستگی پر مقدم ہے۔ یا حق تعالیٰ سے

وابستگی مخلوق سے علیحدگی پر مقدم ہے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ ہجرت حضرت سید المرسلین علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلامات ائمہ ہدایت کمال میں ترقیات عطا فرمائے۔

مشائخ قدس سرہم کی ایک جماعت چلستہ (مخلوق سے کہنے کو بہر حق) حق کے ساتھ وابستگی پر مقدم

رکھا ہے۔ اور دوسری جماعت نے پیوستگی کو مستثنیٰ پر مقدم قرار دیا ہے۔ اور تیسرے گروہ نے اس بارے میں توقف اختیار کیا ہے۔ شیخ ابوسعید غزالی قدس سرہ فرماتے ہیں: بیشک مخلوق سے نہیں مجبوتے مطلوب کو نہیں پاسکتے۔ اور جب تک مطلوب کو نہیں پاسکتے مخلوق سے نہیں چھوٹ سکتے۔ اور میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں پہلے کونسی چیز ہے۔ ان بطور کار اتم کہتا ہے۔ اگر مستثنیٰ اور پیوستگی دونوں ایک ہی وقت میں متحقق ہوتے ہیں یہ ممکن نہیں کہ مستثنیٰ پیوستگی سے جدا ہو یا پیوستگی مستثنیٰ کے بغیر رونما ہو سکے۔ غایہ مافی الباب یہ ہے کہ خدا مقدم ذاتی اور دونوں کے ایک دوسرے کی علت ہونے کے تعلیل میں ہے۔ شیخ الاسلام ہر وی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اعتبار کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ کی طرف سے سبقت کا ہونا بہتر ہے۔ ان دو جماعت جو مستثنیٰ کو مقدم جانتی ہے۔ اس سبقت کا انکار نہیں کرتی۔ پیوستگی سے ان کی مراد ظہور تام ہے۔ اور وہ ظہور مطلق پر سبقت کے منافی نہیں مطلق ظہور مستثنیٰ پر مقدم ہے۔ اور ظہور تام اس سے مؤخر ہے۔ اس نتیجہ کے مطابق یہ نزاع عقلی ہی جاتی ہے۔ لیکن پیچیدہ گروہ کی نظر چند ہے۔ کیونکہ وہ تخیل کا اعتبار نہیں کرتے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اس توجیہ کے مطابق تقدم ذاتی بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ خوب سمجھ لو واللہ سبحانہ وعلیہم الصواب۔ بہر حال مستثنیٰ اور پیوستگی کا منظر بننا چاہیے۔ کیونکہ مرتبہ ولایت ان دو مرتبوں کی ساتھ وابستہ ہے۔ اور ان دونوں کے حصول کے بغیر خداداد وحشت پر مانتہ پھیرنے کی بات ہے۔ پہلا مرتبہ میرا الی اللہ کے ساتھ مربوط ہے۔ اور جو ذاتی میرا الی اللہ ہے۔ اور ان دونوں کے جمع ہونے سے بندہ مرتبہ ولایت اور کمال تک پہنچتا ہے۔ اپنے درجات کے مطابق۔ اور دوسری دو میرا الی اللہ حاصل کرنے اور درجہ دعوت تک پہنچنے کے لئے ہیں۔

بائیک دو کروم اگر درودہ کسی است
میں نے درودہ آواز کر دی ہے۔ کاؤں میں اگر کوئی
جو گناہیں لے گا۔

مکتوب نمبر ۱۴۸

آلہ صادق کا بی کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ میرا الی کا اظہار کرنے والا فعلی ہوتا ہے۔ اور شاخ کو اتم کی روحانیت اور الی کی اعاد سے ضرور نہیں ہوں۔ کیونکہ شاخ کی صورتیں درحقیقت شیخ مقدس کے لطافت ہیں۔

آپ کے دو مکتوب پہلے ورپے موصول ہوئے۔ اول میں حصول اور میرا الی کا اظہار تھا۔ اور دوسرا تلمیٰ اور بے حاصلگی کی خبر دے رہا تھا۔ الحمد للہ سبحانہ کہ اعتبار آخری بات کا ہوتا ہے۔ میرا الی کا اظہار کرنے والا

غالی ہوتا ہے۔ اور جو شخص اپنے آپ کو بے حاصل اور خالی تصور کرتا ہے وہ واسطہ ہوتا ہے۔
 تمہیں بار بار کہا گیا ہے کہ مشائخ کی روایات اور احادیث پر غور نہ ہوں۔ کیونکہ مشائخ کی وہ صورتیں
 فی الحقیقت شیخ متقدم کے اطاقت ہیں۔ جو مشائخ کی مصنفوں میں نمودار ہوئے ہیں۔ قید توجہ کا ایک ہونا شرط ہے۔
 توجہ کو بلا گنہ کرنا عیاذا باللہ سہما نہ خالص اور نقصان کا موجب ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تمہیں بار بار اور تاکید سے کہا گیا ہے۔ کہ کام کان کے سلسلے کو مختصر کریں۔ تاکہ مختصر و اصل جلد
 انجام کو پہنچے۔ ضروری کام چھوڑ کر بے فائدہ کام میں مصروف ہونا عقل و عدائہ فیش کے نزدیک بہت نامناسب بات ہے
 لیکن آپ تو اپنی رستے پر استقامت رکھتے ہیں۔ دوسرے کی بات تم پر کم اثر کرتی ہے۔ اس روش کے نتیجے میں آپ خود
 ضرور رہیں۔ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔ رسول کے ذمے صرف تبلیغ ہے۔

مکتوب نمبر ۱۲۹

یہ مکتوب بھی ملا صادق کا لی کی طرف صادر فرمایا:

اسی بیان میں کہ اگرچہ مسبب الاسباب رب تعالیٰ نے امتیاز کو اسباب پر مرتب فرمایا ہے۔ لیکن
 یہ کیا ضروری ہے کہ نظریہ ہی مسبب پر ہی لگائی جائے۔

اخوی مولانا محمود صادق صاحب آدمی ہے۔ کہ اس نے اپنے آپ کو مکمل طور پر اسباب کے سہارے پر ڈال رکھا
 ہے۔ اگرچہ مسبب الاسباب رب تعالیٰ و تقدس نے امتیاز کو اسباب پر مرتب فرمایا ہے۔ لیکن اس کی کیا ضرورت کہ
 نظریہ ہی مسبب پر ہی جمالی جائے۔ موصوف

گرد و رسد سے شداید دل و گرجش بینہ سے دل اگر ایک دروازہ بند ہو گیا تو دوسرے کو کھول دیتے

اس قسم کی کوتاہ نظری اہل اللہ کے ساتھ بہت ہی بے تعلقی ظاہر کرتی ہے۔ آپ جیسے لوگوں سے ایسا ہونا بہت
 ہی بڑا ہے۔ ایک گھڑی کے لئے اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہیے اور اس طریقہ طریقے کی بڑائی کا تصور کرنا چاہیے۔
 نظراء کے لباس میں ہو کر اپنا سب کچھ کہنی اور خدا تعالیٰ کی دشمن دنیا جمع کرنے میں لگا دینا بہت ہی بڑا ہے۔ نہایت
 تعجب ہے کہ یہ بڑائی آپ کی نظر میں کس قدر اچھی اور خوشامعلوم جوتی ہے۔ دنیوی ضروریات کے حاصل کرنے میں
 بقدر ضرورت ہی کوشش کرنی چاہیے۔ اپنی سادہی بہت اسی میں صرف کروینا اور عمر عزیز کو اسی کے لئے گزارنا محض
 حماقت ہے۔ فرصت بڑی نعمت ہے۔ بڑا افسوس اگر کوئی شخص اس سے بے فائدہ کاموں میں صرف کرتے۔ بنانا
 شرط ہے۔ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔ رسول کے ذمے صرف تبلیغ ہے۔

لوگوں کی باتوں سے دل تنگ نہ ہوں۔ جو باتیں آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ اگر آپ میں نہیں تو ختم کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ کہنی اچھی بات ہے کہ لوگ ایک شخص کو برا خیال کریں۔ اور وہ فی الحقیقت نیک ہو۔ ہاں اگر اس کا آٹھ ہر تودہ نہ در خطرے کا مقام ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۵۰

اس بیان میں کہ مطلوب و مقصود قرار دینے کے لائق صرف واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی ذات ہے۔ خواجہ قاسم کی طرف صادر فرمایا :

یاد رہے خواجہ محمد قاسم کا التفات نامہ موصول ہو کر میری وجہ فرحت ہوا۔ دنیوی حالات کی پرانگی اور ظاہری احوال کے انتشار سے دل تنگ نہ ہوں۔ وہ اس لائق نہیں کہ انسان ان پر دل تنگ ہو۔ کیونکہ یہ جہان فنا کے مقام میں ہے۔ حق تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں میں اپنی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اس کے ضمن میں نگلی پیش آئے یا آسانی۔ معلومیت کے لائق صرف واجب الوجود جل شانہ کی ذات ہے۔ خاص کر آپ جیسے عزیز و متقوں کے لئے۔ اس کے باوجود اگر کسی طرح کی خدمت یا کام کے متعلق اشارہ فرمائیں گے تو بندہ اسے احسان جانتے ہوئے اس کی انجام دہی کی پوری کوشش کرے گا۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۵۱

یہ مومن علی کی طرف صادر فرمایا :

طریقہ خواجگان نقشبندیہ پر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی تقبیل و بزرگی۔ اور یادداشت کے معنی

کے بیان میں جو ان بزرگوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ موصوع

از میر میر و سخن دوست خوشتر است دوست کی بات میر طرف سے بھی کان میں پڑے بہت اچھی ہے۔

یادداشت حضرت خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے طریقہ میں حضور پر غیبت سے عبارت ہے یعنی شہونی اور اعتباراتی صحابا کے۔ بیان میں مائل ہوئے بغیر حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے دائمی حضور کو یادداشت کہتے ہیں۔ اور اگر کبھی حضور ہوا اور کبھی غیبت یعنی کسی وقت صحابا کی پوری طرح آئندہ عینیں اور کبھی درمیان میں مائل ہو جائیں جس طرح حق تعالیٰ برقی ہیں ہوتا ہے۔ کہ پہلی کی طرح حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے آگے سے ہٹ جاتے ہیں

اور پھر ہر ہی وہ ذات پر وہ شیون و اعتبارات میں رد و پیش ہو جاتی ہے۔ تو اس طرح کے وقتی اور عارضی حضور کا ان اکابر کے اہل کوئی اختیار نہیں۔

پس بے ضیعت حضور کا حاصل یہ ہے کہ تحقیقی ذاتی برقی جو حضرت ذات کے بے واسطہ شیون و اعتبارات کے ظہور سے عبارت ہے۔ اور جو اس راہ کی نہایت میں جا کر عیسائی ہے۔ اور فنائے اکمل کو اس مقام میں جا کر ثابت کرتے ہیں دائمی ہو جائے اور عجاibat ہرگز و سرج نہ کہیں۔ اور اگر عجاibat پھر رجوع کر آئیں تو حضور غیبت سے تبدیل ہو جائے گا۔ اور اسے ان خواجگان قدس سرہم کی اصطلاح میں یادداشت نہیں کہیں گے۔ تو ثابت ہو گیا کہ ان اکابر کا حضور اتم اور اکمل ہے اور فنا کی اکیلیت اور بقا کی اقیست شہود کی اتمیت اور اکیلیت کے اندازہ کے مطابق ہے۔ **فقد**

قیاس کن ز غمسان من بہد مرا میرے بارش کی رشتائی سے میری بہار کا اندازہ کرو

مکتوب نمبر ۱۵۲

سیادت و ہرگی کی پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ رسول کی اطاعت میں سہادت کی اطاعت ہے۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔
جس نے رسول کی اطاعت کی جیسا کہ اُس نے
اللہ کی اطاعت کی۔

حق سبحانہ و تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کو عین اپنی اطاعت قرار دیا۔ تو اللہ عز و جل کی وہ اطاعت جو اطاعت رسول کی شکل میں نہیں اللہ سبحانہ کی اطاعت نہیں۔ اس بشیون کی تاکید و تحقیق کے لئے قدنا کیدہ لایا گیا تاکہ کوئی نادان و احمق ان دو اطاعتوں کے درمیان فرق نہ کرے۔ اور ایک کو دوسری جگہ اختیار نہ کرے۔ دوسرے مقام پر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اس جماعت کی شکایت کرتا ہے۔ ہوا اللہ اور رسول کی اطاعت میں فرق کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

لے سورة النساء پارہ والمحسنات

یہ سید قریب ان یسیر خفاً بیتی اللہ و
 لم یسلہ و یقولون توہین بعض و
 تکرہ بعض و یسیر خفاً ان یخفوا
 بینہ ذلک سہیلہ اذ لایک حکم
 انکافرون خفاً۔
 یعنی کفار چاہتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسول کے
 درمیان فرق کریں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان
 لائیں گے اور بعض سے کفر کریں گے۔ اور یہ لوگ
 چاہتے ہیں کہ اس سے درمیان راستہ اختیار کریں۔
 یہی لوگ کچھ کافر ہیں۔

ان بعض مشائخ کبار قدس اللہ قائلے اسرار ہم نے سکروقت اور عہدِ حال کے باعث ایسی باتیں کہی ہیں جن سے
 ان واعلام میں فرق کا اظہار ہوتا ہے۔ اور ایک کے مقابلے میں دوسرے کی محبت کی پسندیدگی تشریح ہوتی ہے۔
 بمنقول ہے کہ سلطان محمود غزنوی اپنی بادشاہت کے ایام میں خرقان کے قریب فروکش تھا۔ اُس نے وہاں
 سے اپنے وکلاء کو شیخ ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں بھیجا۔ اور انہماں کی کہ حضرت شیخ بادشاہ کی ملاقات کے لئے
 تشریف لائیں۔ اور اپنے وکلاء سے کہہ دیا کہ اگر شیخ کی طرف سے آنے میں توقف محسوس کریں تو آپ کو یہ
 اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و
 اذی الامر منکم
 اپنے حکمرانوں کی اطاعت بھی کرو۔

پڑھیں۔ جب وکلاء نے شیخ کی طرف سے ملاقات کے لئے جانے میں توقف محسوس کیا تو مذکورہ آیت کریمہ کی تلاوت
 کی۔ شیخ نے جواب میں فرمایا میں اطیعوا اللہ میں اس قدر گرفتار ہوں کہ اطیعوا اللہ شیخ کی اطاعت سے
 مشروط ہوں۔ اذی الامر کی اطاعت کی کو کوئی صورت ہی نہیں۔

حضرت شیخ نے حق سبحانہ کی اطاعت کو رسول کی اطاعت کا غیر تصور کیا۔ یہ بات استقامت سے دُور ہے
 مستقیم الاحوال مشائخ اس طرح نگاہاتِ بانی پر نہیں لاتے اور شریعت، طریقت اور حقیقت کے تمام مراتب میں حق
 تعالیٰ کی اطاعت اُس کے رسول کی اطاعت میں جانتے ہیں۔ حق قائلے کی اطاعت اس کے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ

لہ سورہ نساء پارہ لایجب اللہ۔

لہ آپ کا نام مبارک علی بن جعفر ہے۔ آپ کا زمانہ روزگار اور عروج و غروب وقت اور مرجع خلافت تھے۔ لوگ آپ کے زمانے
 میں آپ کی محبت میں جاتے تھے بقوت میں آپ سلطان العارفین شیخ ابو یوسف بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے
 فیض یافتہ ہیں۔ سلوک میں آپ کی تربیت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے ہوئی۔ آپ
 حضرت بایزید بسطامی کی وفات کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ عرصہ دراز بعد مقلدِ عاشق کے روز و نجات پائی جنہوں نے
 دُورِ جہاد میں مولانا موم رحمۃ اللہ علیہ نے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی راہ

واستہام کی صورت میں نہیں۔ اسے جیسا گمراہی قرار دیتے ہیں۔

یہ فقرہ بھی منقول ہے کہ شیخ مہذبہ شیخ ابو الفیر ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اور سادات خراسان میں سے ایک بہت بڑے سید بزرگ بھی آپ کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اتفاقاً اس دوران ایک مفلوب الحال مجذوب نمودار ہوا۔ حضرت شیخ نے اس بڑے سید بزرگ پر اس کو ترجیح دی۔ سید صاحب کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ شیخ نے سید صاحب سے فرمایا آپ کی تعظیم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہے۔ اور اس مجذوب کی تعظیم رب تعالیٰ کی محبت کی بنا پر ہے۔ اس قسم کی تفرقہ آمیز باتوں کو مستقیم الاسوال اکابر عارفین نہیں رکھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ شکر حال کی بنا پر قرار دیتے ہیں۔ اور اسے ایک قصور بات سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں دیتے۔ ہاں اس قدر ضرور ہے کہ مقام کمال میں جو مرتبہ ولایت ہے۔ حق سبحانہ کی محبت غالب ہوتی ہے۔ اور مقام تکمیل میں جو مقام نبوت کا ایک جہد ہے رسول کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اطاعت رسول پر جو عین اللہ سبحانہ کی اطاعت ہے۔ قائم و ثابت رکھے۔

مکتوب نمبر ۱۵۳

میان شیخ منزل کی طرہ صادر فرمایا:

غیر حق کی غلامی سے مکمل خلاصی کے بیان میں جو فنا مطلق سے وابستہ ہے۔

آپ کا ارسال کردہ مکتوب موصول ہوا۔ الحمد للہ ذی الانعام و البخشۃ اللہ صاحبہ انعام کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ علمائوں کو غلبہ میں بے قرار اور بے آرام نہ کرتا ہے۔ اور اس لیے آرمی میں غیر کے ساتھ آدم پکڑنے سے نجات عطا کرتا ہے۔ لیکن غیر کی غلامی سے مکمل نجات اور خلاصی اس وقت میسر آتی ہے۔ جب بندہ فنا مطلق سے مشرف ہوتا ہے۔ اور ماضی کے نقوش آمیز دل سے مٹا دیتا ہے۔ اور اس کا علمی اور حسی تعلق کس شے سے باقی نہیں رہتا۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کوئی شے اس کا مقصد اور مژدہ نہیں رہتی۔ یہ مقام محال ہونے کے بغیر غیر حق کی غلامی سے مکمل نجات کا خیال خوار و درخت پر اٹھ بیٹھنے والی بات ہے۔ اگرچہ اسے بے تعلق کا گمان ہوتا ہے۔ لیکن

گمان حق کی جگہ کچھ نفع نہیں دے سکتا

إِنَّ الْفَلَاحَ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا

ترجمہ نمبر ۱۵۳ اور کلمات کے متعلق پیش گوئی کا فقرہ بڑے پُرکھیت انداز میں بیان کیا ہے۔

مصراع : ایں کار و دست است کنوں تا گرا رسید۔ یہ دولت و سعادت کا کام دیکھئے اب کے عطا ہونا ہے احوال اور مقامات میں چننا ہوا انسان بھی درحقیقت غیر حق تعالیٰ میں گرفتار ہے۔ دوسری چیزوں میں گرفتاری کا کیا کہنا ہے

بہرچہ از دوست دامانی چہ کفر ایں حرف و حسب ایمان

بہرچہ از راہ دورانی چہ زشت آن نقش و حسب زریا

جس چیز کے باعث تم دوست سے دور ہو جاؤ کیا حرف کفر ہو کیا ایمان اس سے دور بھاؤ اور جس کام میں الجھ کر قمر راستے سے دور ہو جاؤ وہ بڑی شے ہو یا اچھی اس کے بھی قریب نہ جاؤ۔

تمہارے سفر نے طوالت اختیار کر لی فرحت غنیمت ہے۔ دوست اگر شخصیت کے اہل ہیں تو ان سے رخصت اور اجازت لینے میں کیا رکاوٹ ہے۔ اور اگر شخصیت کے اہل ہی نہیں تو ان سے رخصت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کسی دشمنانہ اندیشہ کا خیال کرنا چاہیئے۔ مخلوق راضی ہو یا نہ ہو۔ لوگوں کی ناراضگی کا کیا اعتبار ہے۔ حق غافل دوست باشد۔ ہرچہ باشد۔ جو کچھ ہے سب دوست کے غافل ہے۔ مقصود صرف خدا تعالیٰ کی ذات کو ہی قرار دینا چاہیئے۔ اس مقصود کے ساتھ کچھ اور بھی حاصل ہو جائے تو ہو جائے۔ ورنہ اگر حاصل نہ ہو تو نہ ہو۔ خدا رخصت دینا تو درگزر نکرہ گی۔ میرا رخصت دینے سے سامنے ہے مگر انھوں نے تو اسے نہیں دیکھا بلکہ تیری نگاہ پھٹل کی طرف ہے۔ واسطہ۔

مکتوب نمبر ۱۵۲

یہ مکتوب بھی میاں مراد کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ اپنے آپ سے گزر جانا چاہیئے۔ اور اپنے اندر جانا چاہیئے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے ساتھ رکھے۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی غیر کے حوالے نہ کرے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُخَلِّفْنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا اَللّٰهُمَّ لَا تُخَلِّفْنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا اَللّٰهُمَّ لَا تُخَلِّفْنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا اَللّٰهُمَّ لَا تُخَلِّفْنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا

اے اللہ ہم کو ایک لمحہ کے لئے بھی ہمارے نفسوں کے حوالے نہ کرنا کہ ہم ہلاک نہ ہوں اور نہ اس سے کم وقت کے لئے بھی تاکہ ہم ضائع نہ ہوں۔

جو مل اور مصیبت بھی آتی ہے وہ اپنے ساتھ گرفتاری کے باعث آتی ہے۔ جب انسان اپنے آپ سے نجات پا گیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ کے غیر کے ساتھ گرفتاری سے بھی نجات پا گیا۔ کوئی اگر بہت پرستی کر رہا ہے تو

فی الحقیقت وہ اپنی ہی پیش کردہ ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں وارد ہے۔

أَفَرَأَيْتَ مِنْ آتِخَذُ الْفِتْنَةَ ۚ

کیا تو نے اسے دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو

اپنا خدا بنایا جو ہے۔

مصرع : از خود جو گدشتی بہ عیش است و خوشی۔ جب تو اپنے آپ سے گزر گیا چھوٹ گیا، تو پھر سب عیش اور خوشی ہی خوشی ہے۔

اپنے نفس کو چھوڑ دو اور آ جاؤ۔

دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالٰ

جس طرح اپنے آپ سے گزرنا ضروری ہے۔ اپنے اندر رہنا اور سفر کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ مقصود

کی یافت یہیں ہے۔ اپنے سے باہر مقصود کی یافت نہیں ہے۔

با تو در زیر تعلیم است ہر چہ دست

بہجو تا بینا مبر بہر سوتے دست

ہر کچھ ہے تیری گوشتی کے نیچے ہی ہے

سیر آفاقی میں فوری ہی فوری ہے۔ اور سیر انفسی میں قرب ہی قرب ہے۔ اگر شہر ہے اپنے آپ میں

اگر معرفت ہے وہ بھی اپنے اندر ہی ہے۔ اگر حیرت ہے وہ بھی اپنے میں ہی ہے۔ اپنے سے باہر قدم رکھنے کی جگہ

نہیں۔ بات کو دھڑکی گئی۔ کوئی بے عقل یہاں سے حلول اور اتحاد نہ سمجھنا شروع کر دے۔ اور اگر ای کے بعد

میں گر پڑے۔ تو اس میں باطل کا اتحاد ہم۔ یعنی یہاں حلول و اتحاد کا اعتقاد کفر ہے۔ اس مقام تک پہنچنے

سے قبل اس میں غور و فکر کا شروع ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سنت کے پسندیدہ طریقے علی صاجہا الصلوٰۃ والسلام و التحبیر پر استقامت

سدا کرے۔ اپنے حالات بھی کھا کریں۔ کیونکہ اصلاح اور توحید میں اس کا بڑا دخل ہے۔ ظاہری روکاؤں سے

آزاد رہیں۔ اور ان روکاؤں کے ہونے اور نہ ہونے کو برابر خیال کریں۔ والسلام والا کرام

مکتوب نمبر ۱۵۵

اپنے اصل مقصد کی طرف رجوع کرنے کے بارے میں یہ مکتوب بھی میاں شیخ منزل کی طرف صادر فرمایا :

حق سجاد و قناد اپنے ساتھ رکھے۔

بعد از خدائی ہر چہ پرشند ایچ نیست

بیدار است آله بیچ اخستیار کرد

ندائے خدائی کو چہ زکریا کی طرح زمین و آسمان سے بھی کم ہے۔ وہ بے نصیب، جرح اور ادائیگی کو اختیار کرتا ہے

ماہ جمادی الاول کے شروع میں جمعہ کے روز بندہ دہلی شہر کی فریاد سے مشرف ہوا۔ محمد صادق بھی ساتھ

ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا ارادہ نوافل ہو تو چند روز بندہ یہاں گزار کر جلد ہی وطن اصلی کو روانہ ہو جائے گا۔

حَسْبُ الْوُطَنِ وَنِ الْإِيْمَانِ۔

صحیح حدیث ہے۔ بندہ نے چارہ کہاں جاسکتا ہے۔ اس کی پیشانی تو قناد مطلق کے قبضہ میں چلے۔

بہاؤن دَائِبَةُ إِلَّا هُوَ اِنْ شَاءَ بِنَا هَبْنَهَا

کوئی چلنے والی شے نہیں۔ مگر اس کی پیشانی اس کے

اتھ میں ہے۔

اِنَّ مَرْفِیَ خَلْقِ حَسْبُ اِنْ شَاءَ بِنَا هَبْنَهَا

بلیک میرا کب سیدھی ماہ پر ہے۔

بھاگ کر کہہ رہا ہوں۔ مگر یہ کہ فطر والی اللہ اللہ کی طرح خود اہم کہتے ہوئے اس کی ذات میں اسی کی

طرف دوڑیں۔ بہر حال اصل کو اصل جانتے ہوئے فریح کو اس کا طفیل قرار دے کر اصل کی طرف توجہ کرنا چاہیے۔

۷۔ ہر چہ جزو حقیقت خدا ہے احسن احسن

مگر شکر خود دل بدو جان کنان احسن

خدا ہے احسن کے عشق کے سوا جو کچھ بھی ہے۔ اگرچہ شکر ہی کھانا کیوں نہ ہو دراصل جان کر ہاک ہی کرتا ہے۔

۸۔ اہل اللہ کی صحبت کی ترغیب میں یہ مکتوب بھی میاں منزل کو لکھا:

جو خط آپ نے جانک طرح کے قاضی زادہ کے ہاتھ روانہ کیا تھا، دہلی میں موصول ہو گیا۔ الحمد للہ والمنة

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ فقرہ کی محبت کا نقد سراپا آپ کے ہاتھ موجود ہے۔ اور مطابق بیان حدیث

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہے۔

آپ بھی فقرہ کے ساتھ ہیں۔ اگرچہ وقت اور زمانے کے لحاظ سے ماہ و جب نزدیک ہے۔ لیکن حقیقت

میں بہت دور ہے۔

فراق و دست اگر اندک است اندک نیست

درد وں دیدہ اگر نیم خواست بسیار است

دوست کی جدائی اگر نیم ٹوٹے سے وقت کیلئے بھی ہر توجہ ضروری نہیں۔ آنکھ میں اگر آدھا بال بھی پڑ جائے تو بہت ہے۔

چونکہ ارباب حقوق کے حقوق کی رعایت کی بنا پر آپ نے وہاں اقامت اختیار کی ہوئی ہے۔ تو ایسا ہی کریں۔ فقیر بھی مادہ رجب تک شاید یہیں رہے۔ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب والیہ الرجوع والامان
پھر حال چند روزہ زندگی کو فخرِ عام کے ساتھ گزاریں۔

وَأَصْبَحَ كُفْرًا مِّنَ الَّذِينَ يَلْعَنُونَ
رَبِّهِمْ بِالْعُدْوَةِ وَالْعَيَّةِ يَبْذُونَ
یعنی اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھو جو
مسح و شام اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہیں۔ صرف
اسی کی فالت کے طالب ہیں کہ۔

فصلِ قطعی ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک علیہ من الصلوٰت اجمعہ و من التسلیمات اجمعہ کو اس
بابت کا حکم دیا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ خداوند کو کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو عطا کیا ہے۔ کہ جس نے انہیں
شناخت کر لیا تجھے پایا۔ اور جب تک تجھے نہ پایا ان کی شناخت بھی نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس
بلند مرتبہ اور شریف گروہ کی محبت عطا فرمائے۔

مکتوب نمبر ۱۵۷

حکیم عبد الوہاب کی طرف سے صادر فرمایا :

اس بیان میں کہ جب کوئی درویشوں کی خدمت میں جائے تو چاہیے کہ اپنے آپ کو غلامی کر کے
جائے تاکہ پتہ جوکے واپس آئے۔ اور اس امر کے بیان میں کہ سب سے پہلے عقائد درست کرنے چاہئیں۔
آپ درودِ نعتِ شریف لائے۔ لیکن جلد ہی ہی اٹھ کر چلے آئے۔ اتنی فرصت نہ مل سکی کہ صحبت کے کچھ حقوق
اور کئے جاتے۔ ملاقات سے مقصود یا فائدہ رفاۃ پہنچانا ہیوتا ہے یا استفادہ رفاۃ حاصل کرنا اور جب مجلس ان
دو نوعوں باتوں سے غلامی ہو تو یہ کار اور بے اعتبار ہے۔

اس گروہ اہل اللہ کی خدمت میں غلامی ہو کر آنا چاہیے۔ تاکہ پتہ جوکر واپس لے۔ اور اپنے افسانوں اور محبتی کا اظہار
کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ اس پر شفقت اور مہربانی فرمائیں۔ اور فیض پہنچانے کا راستہ کھلے۔ سیر ہو کر آنا اور سیر ہو کر ہی
چلے جانا بے مزہ ہے۔ اپنے پتہ جوکے کا خیال دریں کے باعث ہے۔ اور بے نیازی کرشی میں مثال دیتی ہے۔
حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرور فرماتے ہیں۔ پہلے نیاز مند ہی اور شستہ ملی درکار ہے پھر دل شکستہ

کی طرف توجہ مبذول ہوتی ہے۔ لہذا ہندوگان حق کی توجہ کے لئے نیاز مندی شرط ہے۔ تاہم ان اوقات میں جب ایک طالب علم یہاں آیا اور آپ کی خدمت میں سفارش کی طلب کا اظہار کیا۔ تو دل میں آیا کہ آپ کے صرف تشریف لانے کا بھی حق ہے۔ لہذا اپنی طرف سے ممکن حد تک حق ادا کرنا چاہیے۔ اس بنا پر بذریعہ قلم لکھنے کے تدارک اور تقاضا کے طور پر چند کلمات وقت اور مال کے تقاضا کے مطابق لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کئے گئے ہیں۔
واللہ اعلم بالصواب والموثق السداد۔

مئے سعادت کے نشان والے جو کچھ ہم اور تم پر لازم و ضروری ہے وہ علماء حق شکرا اللہ تعالیٰ معہہم کے طریقہ کے مطابق کتاب و سنت کے تقاضے کے موافق عقائد کی تصحیح ہے۔ اور اپنے آپ کو ان عقائد پر قائم رکھنا ہے۔ جو علمائے اہل سنت نے قرآن و سنت سے اخذ کئے ہیں۔ کیونکہ ہمارا اور تمہارا قرآن و سنت کے کسی معنی کو سمجھنا کچھ اعتبار نہیں رکھتا۔ اگر ان بزرگوں کی آراء کے مطابق نہیں۔ کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ اپنے احکام باطلہ کو قرآن و سنت سے ہی سمجھنے کا دعویدار ہے۔ اور ہمیں سے اخذ کرنا ہے۔ حالانکہ ان کا گمان حق کے مقام پر کچھ بلیغ نہیں ہو سکتا۔

۱۔ حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کو فقہ اقل مکتوب ۱۹۳ء میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ مکتوب ۱۹۳ء کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

نخطیہ ضروریات برادہاب تکلیف تصحیح عقائد است بدو فی آراء علماء اہل سنت و جماعت شکرا اللہ تعالیٰ معہہم کہ نہایت انحرافی و اہت با تباع آراء صواب فاعنی این بزرگواران است و فقہ تاجیہ ہم ایشانند و ایشانند کہ بدو فی سورہ اصحاب سورہ زمر و ان مسلمات اللہ و تسلیما علیہ و علیہم اجمعین۔

ترجمہ: ہر عاقل و بالغ پر سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنے عقیدے علماء اہل سنت و جماعت کے بیان کردہ عقائد کے مطابق و موافق کرے۔ (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) کیونکہ آخرت میں نعمت الہی بزرگوں کے بیان کردہ عقائد کی پیروی میں مضمر ہے۔ اس روز نعمت صرف ان بزرگوں کے پیروکاروں کو فیض ہوگی۔ اور صرف اہل سنت و جماعت ہی وہ گروہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ مستقیم پر قائم ہے۔

۲۔ از علومیکہ از کتاب و سنت مستفاد اند ہاں معتبر اند کہ این بزرگواران از کتاب و سنت اخذ کردہ اند و قبیحہ از یہ کہ بر مبتدع و ضال عقائد فاسدہ خود را از کتاب و سنت اخذ میکنند پس ہر معنی از معانی مذکورہ الہی با معتبر نباشد۔

ترجمہ: اور قرآن و حدیث سے اخذ کردہ صرف وہی مطالب اور علوم اور عقائد قابل اختیار و اعتماد ہیں۔ جو ان

دوسرے خبر پر احکام شرعیہ حلال و حرام و فرض و واجب کا علم حاصل کرنا نیز اس علم کے مطابق عمل کرنا۔ اور جو شخص تصفیہ اور تزکیہ کا علم بقدر اختیار کرنا، جو اصولیائے کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے ساتھ مخصوص ہے، تو جب تک عقاید درست نہ کریں، احکام شرعیہ کا علم سمجھنا ناممکن نہیں دیتا۔ اور جب تک یہ دونوں تصحیح عقائد اور احکام شرعیہ کا علم حاصل نہ ہوں عمل نفع نہیں دیتا۔ اور جب تک یہ تینوں متحقق نہ ہوں، تزکیہ اور تصفیہ کا حصول محال ہے۔

جس طرح عقیقہ فرائض کو مکمل کرنے والی ہیں اسی طرح ان چار کنوئوں کے اپنے نعمات اور کمالات کے بعد جو کچھ ہے سب فضول ہے اور لا یعنی ہیں داخل ہے۔

وَمِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَنْفَعُهُ وَلَا يَضُرُّهُ
بندہ کے حق اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ
لا یعنی باتوں کو چھوڑ کر یا مقصد باتوں میں مشغول
ہو رہا ہے۔

ہر اس شخص پر سلامتی کا نزول ہو جو ہدایت کا پیروکار اور مباحثہ معطل علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام پر کار بند ہو۔

راقبہ راشیہ صفحہ ۵۸ علامتے حق نے بیان کئے اور سمجھے ہیں۔ کیونکہ ہر عقیدہ اور گروہ شخص بھی اپنے عقائد پر فاسد قرآن مجید اور حدیث نبوی ہی سے ثابت کرتا ہے۔ لہذا ہر شخص کے بیان کردہ معنی لائق اعتبار نہیں ہو سکتے۔ صاحب تفسیر مآرا کہ فرماتے ہیں:-

اس کا فائدہ ایک تو یہ کہید ہے۔ اور دوسرے اس بات کا اعتبار ہے۔ کہ سیدھے راستے کی تفسیر مؤمنوں کا راستہ ہے۔ تاکہ یہ مسلمانوں کے راستے کے سیدھا ہونے کی کامل اور موکد طریقہ پر گواہی ہی جائے۔ اور وہ مؤمنوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کا راستہ ہے۔
امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اَنْفَعَتْ عَلَيْنَا کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں:

یہ اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مریہ کے مقامات ہدایت و کاشف تک پہنچنے کی سولے اس کے کوئی مولات نہیں کہ وہ ایسے شیخ مقتدر ہنما کی اقتداء کرتے جو اسے سیدھے راستے پر چلائے۔ اور گروہیوں اور غلطیوں کے مواقع سے بچائے۔ اور یہ اس بنا پر ضروری ہے کہ اکثر مخلوق پر فتنے اور کوتاہی غالب ہے اور ان کے

مکتوب نمبر ۱۵۸

شیخ حمید جگالی کی طرف صادر فرمایا :

استغلا دوں میں فرق کے مطابق مراتب کمال میں فرق اور اس کے مناسب امور کے بیان ہیں۔
یہ بات ذہن میں رکھیں کہ استغلا دوں میں تفاوت کے موافق مراتب کمال میں بھی فرق اور تفاوت ہوتا ہے۔
اور کمال میں تفاوت کبھی کیفیت کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ اور کبھی کمیت کے اعتبار سے اور کبھی بیک وقت دونوں
اعتبار سے۔ تو بعض کا کمال مثلاً تجلی صفائی سے ہوتا ہے۔ اور بعض کا تجلی ذاتی ہے۔ اگرچہ ان دونوں تجلیوں اور
تجلیوں والوں کے درمیان بڑا فرق ہوتا ہے۔ تو بعض کا کمال قلب کی سلامتی اور رُوح کے نجات پانے میں ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۷ معقول و اذہان میں تک پہنچنے اور صواب کو غلط سے تمیز کرنے میں پورے نہیں اُترتے۔

مختصر یہ کہ عقائد کی صحت و درستی اعمال کے لئے شرط لازم ہے۔ عقیدہ بنیاد اور اساس ہے۔ اور اعمال اسکی
فرع اور شاخیں ہیں۔ عقیدہ ٹھیک نہ ہو تو اعمال حسنہ چاہے کتنے ہی زیادہ اور کیسے ہی اخلاص کے ساتھ اور اسکی
جاہیں نہ ان کی قبولیت ہے اور نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہے۔ اور نہ ان کا قرب جتا ہے۔ یہودیوں کے دعوئیں
اور عیسائیوں کے راہب جو کنگدہ سی عقیدہ سے محروم ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت آپکے فضائل و کمالات
پہنچاتے۔ اور قرآن کے کام لیتے ہیں۔ لہذا دوسرے کفار و مشرکین کی طرح انکی دوزخ میں ہمیشہ جلتے رہیں گے۔

موجودہ دور کے فرقے بھی بیشتر اختلافی گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔ اور عام مشلمانوں کو بھی گمراہ کرنے میں مصروف
ہیں۔ چنانچہ ایک فرقہ حدیث نبوی کا منکر ہے۔ ایک ختم نبوت کا منکر ہے۔ ایک فرقہ نقد اور تقلید الکرہ میں کا
منکر ہے۔ اور تقلید و استناد کو شرک و بدعت کہتا ہے۔ ایک اور گروہ صحابہ کرام کی شان و تعظیم کا منکر ہے۔ اور
سعاۃ اللہ کا پرستار اور عطا و مراد شایع کو بُرا سمجھتا ہے۔ اور انہیں بیدین و منافق قرار دیتا ہے۔ ایک گروہ
زید علیہ السلام کی مدح و ثناء میں طلب العسان ہے۔ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی توبہ و بدلہ ادبی میں خوشی
مسموم کرتا ہے۔ اور ایک فرقہ وہ ہے جو بزرگان دین کے تعزات ان سے مدد و استغاثت ان کے وسیلہ کا منکر
ہے۔ وغیرہ ذالک۔ پھر ہر ایک اپنی صداقت اور حقانیت کے لئے قرآن و حدیث سے دلائل پیش کرتا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ حق و نہایت کے راستے پر صرف اہل سنت و جماعت قائم ہیں۔ جیسا کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ
علیہ نے تصریح فرمائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اور بعض کمال ان دونوں کے ساتھ ساتھ شہودِ مری کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اور ایک تیسرا گروہ ہے جس کا کمال ان تینوں کے علاوہ لطیفہ خنی کی طرف منسوب حیرت ہوتا ہے۔ اور ایک چوتھے شخص کا کمال ان چار چیزوں کے ساتھ اور لطیفہ خنی کی طرف منسوب اتصال سے ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے اور اللہ فضلِ عظیم والا ہے۔ ان مراتبِ مذکورہ میں سے کسی مرتبے میں کمال کے بعد یا تو مخلوق کی طرف پچھلے پاؤں رجوع واقع ہوتا ہے۔ یا اسی مقام میں قرار اور قیام ہو جاتا ہے۔ اول مقام تکمیل و ارشاد اور دعوت کے لئے حق سے خلق کی طرف رجوع ہے۔ دوسرا استہوک و عزالت اور گوشِ نشینی کا مقام ہے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبِ منسب ۱۵۹

شرف الدین حسین کی طرف صادر فرمایا۔ ماقم پُرسی میں۔

اگرچہ آلام و مصائب بظاہر تلخ ہیں۔ اور جسم کو تکلیف پہنچانے والے ہیں۔ لیکن باطن میں شیرینی اور رُوح کو لذت عطا کرتے ہیں۔ کیونکہ جسم اور رُوح آپس میں گویا فیض ہیں۔ ایک کارِ نجات دوسرے کے لئے لذت کا باعث ہے۔ وہ پست فطرتِ جہان و متشاوہ چیزوں کے لوازمات ہیں قیصر نہیں کر سکتا بحوث سے خارج ہے۔ اور گفتگو کے قابل ہی نہیں۔ اول لذت کا لافعام بل ہم اصل۔ یہ لوگ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بدتر ہیں۔

اگر از خوشیش چو نیست جنین

چہ خبر از اندر چنان و چنین

پیش میں موجود ہے جب کہ اپنے آپ سے بھی آگاہ نہیں ترود اور دھڑکے کیا خبر رکھے گا۔

جس شخص کی رُوح تنزل کر کے مرتبہ جسم میں قرار پذیر ہو چکی ہے اور جس کا عالم امر عالمِ خلق کے تابع ہو چکا ہو وہ اس معمارِ کارِ ازکیا پاکستان ہے۔ جب تک رُوح اپنے مقامِ اصلی کی طرف واپس نہ لوٹے اور امرِ خلق سے مجاہد نہ ہو اس وقت تک معرفت کا جمال جلوہ گر نہیں ہو سکتا۔ اس دولت کا حصول اس موت کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو موت حسی اور صوری سے پہلے حاصل ہوتی ہے۔ اور شاخِ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرارِ ہم نے اس کو فنا سے تعبیر کیا ہے۔

ہے خاکِ شوخ تا بریدِ گل کہ بجز خاک نیست منظرِ گل

خاکِ نر خاکِ پاک پھول آگ کیوں کہ خاک ہی پھولوں کی جائے نمود ہے۔

اور وہ شخص جو مرنے سے پہلے مر نہیں واصل وہ مصیبت میں گرفتار ہے۔ اور وہ ماقم پُرسی کے لائق ہے۔

آپ کے والد مرحوم کی رحلت کی خبر جو ایک نامی بین شہرت رکھتے تھے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی غرض رعایت کرتے تھے مسلمانوں کے لئے موجب فخر اور باعث دلچسپی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
 دہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اور فرزند ممبر کے شیوے کو اختیار کرتے ہوئے۔ فرست شدگان کا صدر اور کما اور استغفار کے ذریعہ مدد و معاون بن رہا ہے۔ کیونکہ مرنے والوں کی مدد کی شدید محتاجی ہے۔ حدیث نبوی علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام میں آیا ہے۔

| | |
|-------------------------------------|--|
| ما لم یبت الا کالغریق المنعوث یتنظر | میت کی مثال ڈوبنے والے اور زیادہ کے لئے پکارنے |
| ودعوة تلحقہ من اب وام او اخ او | وہ کے لئے کی طرح ہے۔ میت ہر وقت دعا کا منتظر |
| صدیق فاذا لحقتہ نکاح احب الیہ | رہتا ہے۔ جو اسے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست |
| من الدنیا وما فیہا وان اللہ لیدخل | کی طرف سے پہنچتی ہے۔ جب اسے ان میں سے |
| عنی اهل القبور من دعا اهل الارض | کسی کی طرف سے پہنچتی ہے تو وہ اسے دنیا و ما فیہا |
| امثال الخبال من الرحمة وان ہدیۃ | سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور بیگناہان سے دعا |
| الاحیاء الی الاموات الاستغفار لہم | زمین والوں کی دعا سے اہل قبور پر پھاروں کی مانند |
| | رحمت داخل کرتا ہے۔ اور ایک زندوں کی طرف |
| | سے اموات کے لئے تحفہ اور ہدیہ کے لئے استغفار |

ہے۔

باقی طبیعت کی بات یہ ہے کہ ہر وقت ذکر و فکر میں رہو۔ کیونکہ فرصت نہایت ہی تھوڑی ہے۔ اسے نہایت ہی ضروری کاموں میں صرف کرنا چاہیے۔ والسلام۔

مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مردوں کو ثواب پہنچانا اور ایصالِ ثواب کے طور پر صدقہ و خیرات کرنا جائز بلکہ ضروری ہے۔ نماز جنازہ بھی ایصالِ ثواب ہے۔ حضرت سعد نے اپنی ماں کے ایصالِ ثواب کے لئے کنواں جاری کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی وفات پر بطور ایصالِ ثواب مہینہ سے اونٹ قریب کئے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سوا سال ایک مگر کی ذبح کر کے ایصالِ ثواب کرتے تھے۔ فقہائے کرام کا ایصالِ ثواب کے حوالہ پر جماع ہے تاہم قرآن، گیارہویں، چہلم وغیرہ ایصالِ ثواب کی مختلف صورتیں ہیں جیسے کہ حاجی اہل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر کی

مکتوب نمبر ۱۶۰

یہ مکتوب آپ نے اپنے مکاتیب و رسائل کے اعلام کی طرف صادر فرمایا۔ یعنی یاد محمد الحجدیہ البششی الطالقانی کی طرف۔

اس بیان میں کہ مشائخ طریقت نہیں گروہ ہیں۔ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ اور ان میں سے ہر ایک کے حالات کی شرح۔ اور ان میں سے ہر ایک کے گروہ کے کمال اور نقصان کے بیان ہیں۔

مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم تین گروہ ہیں۔ پہلا گروہ، اس امر کا قائل ہے کہ کائنات عالم حق سبحانہ کی ایجاد سے خارج نہیں موجود ہے۔ اور جو کچھ اس میں اوصاف و کمالات ہیں سب حق سبحانہ کی ایجاد سے ہیں۔ اور اپنے آپ کو صرف شیعہ اور شال کے درجہ میں جانتے ہیں۔ بقدر اس شخصیت کو بھی حق سبحانہ کے ہاتھ کا کرشمہ قرار دیتے ہیں۔ یہ حضرات نیستی کے مسئلہ میں اس طرح گم ہیں کہ نہ انہیں عالم کی خبر ہے اور نہ اپنی۔ برہنہ جسم آدمی کی طرح جس نے کسی سے عاریت کے طور پر کپڑا لے کر پہنا ہوا اور وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ یہ کپڑا عاریتہ میرے پاس ہے۔ اور کپڑے کی عاریت کا تصور اس قدر اس پر غالب ہو کہ اسے پہنے ہوئے ہونے کے باوجود اس کے اصل مالک کے ہاتھ میں ہی تصور کرے اور اپنے آپ کو برہنہ ہی محسوس کرے۔ اور اگر ایسے شخص کو بے شعوری اور مسکری حالت سے نکال کر شعور اور معنی کی طرف لائیں اور بقا بعد الفنا سے مشرف کریں۔ تو وہ اگرچہ کپڑے کو پہنے بدن پر پہنا ہوا دیکھے گا۔ مگر اس کا یقین یہی ہوگا کہ یہ میرا نہیں دوسرے کا ہے۔ کیونکہ وہ فناء اب درجہ علم میں ہے۔ اور گرفتاری اور قلعہ جو اس کپڑے کے ساتھ تھا بالکل معدوم ہو جاتا ہے۔ بعینہ اسی طرح اس شخص کا حال ہے جو اپنے اوصاف و کمالات کو کسی سے عاریتہ لئے ہوئے کپڑے کی طرح جانتا ہے۔ صرف اتنا جانتا ہے کہ درجہ و درجہ میں یہ کپڑا میرے پاس موجود ہے۔ فناء میں میرے پاس کوئی کپڑا نہیں بلکہ میں برہنہ ہوں۔ یہ دید اس حد تک غالب آتی ہے کہ وہ اس دہی لباس کو پورے طور پر اتار بیچ دیتا ہے۔ اور اپنے آپ کو برہنہ محسوس کرتا ہے۔ اس حالت سے افاتے اور محسوس کے بعد اس دہی کپڑے کو اپنے ساتھ پاتا ہے۔ لیکن شخص اول کی فناء اتم ہے۔ اور اس پر مرتب ہونے والی بقا بھی اکمل

باقیہ حاشیہ مندر آئے فرمایا ہے۔ ایصال ثواب کی ان مختلف صورتوں کا انکار دراصل ایصال ثواب کا انکار ہے۔ جو گروہ فرستے معتزلہ کا حقیقہ ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ السالک نے مکتوبات میں اور بھی جا بجا اس مسئلے کے حوازی کی تصریح کی ہے۔ مترجم عفی عنہ۔

ہوگی۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس کا ذکر آئے گا۔

اور یہ بزرگ گروہ ان تمام معتقدات کا مہر ہیں جو کتاب و سنت اور اجماع کے موافق ثابت ہیں، علمائے اہلسنت و جہالت کیساتھ اتفاق رکھتا ہے۔ اور ایسا ہی اور عقلیں ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ عقلیں اس معنی کو علم اور اسناد کا پاتے ہیں۔ اور یہ بزرگ گشت اور فوق کے طور پر۔ نیز ان بزرگوں کا گروہ عالم کی حق میزان و تعالیٰ کے شہادت مزہ ہونے کے باعث قطعاً کوئی نسبت ثابت نہیں کرتا۔ اور تمام نسبتوں کو سلب کرتا ہے۔ تو عالم کے واجب تالی شانہ کے ساتھ حیثیت اور جہت کے کیسے فاکس ہو سکتے ہیں۔ صرف اس قدر نسبت ثابت ہاتے ہیں کہ وہ موری ہے اور کائنات اس کی عبودیت کی صفت سے موصوف اور وہ مانع ہے اور کائنات اس کی مصلحت ہے۔ بلکہ غلبہ حال میں اس نسبت کو بھی گم کر دیتے ہیں۔ اس وقت تمنا سے حقیقی شرف ہو کہ تخلیقات ذاتیہ کو قبول کرتے ہیں۔ اور بے انتہا تخلیقات کا مظہر بن جاتے ہیں۔

دوسرا گروہ عالم کو حق سبحانہ کا ظل یا قائل ہے۔ مگر اس امر کا قائل ہے کہ عالم خارج میں موجود ہے۔ لیکن اس بات کے طریق پر نہیں بلکہ حقیقت کے طور پر۔ اور یہ کہ عالم کا وجود حق سبحانہ کے وجود کیساتھ قائم ہے۔ جس طرح ظل اصل کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کا سایہ کافی دراز جگہ میں پھیل جاتا ہے۔ اور وہ شخص اپنی کمال قدرت سے اپنی صفات علم اقدار، الارادہ وغیرہ کی لذت و تکلیف کو بھی اس سایہ میں منعکس کرتے ہیں۔ بالقرض وہ سایہ اگر آگ پر گرے اور اس سے تکلیف محسوس کرے تو عقلاً اور عرفاً یہ نہیں کہیں گے کہ اس شخص نے مجھے تکلیف محسوس کی ہے۔ جیسا کہ تیسرا گروہ اس امر کا قائل ہے۔ اسی طرح تمام بڑے افعال و مخلوقات سے صادر ہوتے ہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ حق تعالیٰ کے افعال ہیں۔ بلکہ اگر سایہ اپنے ارادہ سے حرکت کرے تو یہ نہیں کہتے کہ وہ شخص متحرک ہے۔ ہاں صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ اس کی قدرت اور اس کے ارادے کا اثر ہے۔ یعنی اس کا مخلوق ہے۔ اور یہ بات طشہ ہے کہ قیاس سے کا پیدا کرنا قیاس نہیں۔ بلکہ قیاس کا فعل اور کسب قیاس ہے۔

تیسرا گروہ وحدت و جود کا قائل ہے۔ یعنی خارج میں صرف ایک ہی ذات موجود ہے۔ اور بس۔ اور حق سبحانہ کی ذات اور عالم کا خارج میں اصل و حقیقت نہیں بلکہ صرف علمی ثبوت رکھتے ہیں۔ یہ گروہ بول کہتا ہے

الاعیان ما خلقت من تحت الوجود۔

اشیاء نے وجود کی خوشبو بھی نہیں سونگھی۔

اگرچہ یہ جماعت بھی عالم کو حق سبحانہ کا ظل ہی کہتی ہے۔ لیکن ساتھ یہ بھی کہتی ہے کہ ان کا وجود صرف مرتبہ جس میں ہے۔ نفس الارادہ خارج میں عدم محض ہے۔ اور یہ لوگ خدا کے عزوجل کو صفات و وجوب اور ملکات کے ساتھ متصف مانتے ہیں۔ اور مراتب و تدریجات ثابت کرتے ہیں اور مرتبہ میں اسی ذات احد کو اس مرتبہ کے لائق احکام کیساتھ متصف کرتے ہیں۔ اور لذت و حاصل کرنے اور تکلیف اٹھانے والی بھی قائلے عز شائد ہی کی ذات کو قرار

دیتے ہیں۔ لیکن ان وہمی اور محسوس ظلال کے پردہ میں۔

ان کے اس مسلک پر عقلاً اور شرعاً بے شمار اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ جن کے جواب ان کو مختلف جیلے اور تکلفات اختیار کرنے پڑتے ہیں۔

اگرچہ یہ تیسرا گروہ اپنے درجات وصل و کمال میں مختلف و تفاوت ہونے کے باوجود واصل اور کمال ہے۔ لیکن مخلوق کو ان کی ایسی باتوں سے گمراہی اور الحاد میں ڈالا ہے اور نہ تو قہر و بیداری تک پہنچایا ہے۔ پہلا گروہ سب سے اکمل اور اتم ہے۔ اور زیادہ معقول۔ اور کتاب و سنت کے زیادہ موافق ہے اس پہلے گروہ کا زیادہ محفوظ اور زیادہ موافق ہونا تو ظاہر ہے۔ باقی ان کا اکمل اور اتم ہونا اس بنا پر ہے کہ وجود انسانی کے بعض مراتب اپنی نہایت لطافت اور تجرد کی بنا پر اپنے مبداء و حق تعالیٰ سے قدسی مشابہت اور مناسبت رکھتے ہیں جیسے لطیف خنی اور اخفی۔ پس وہ جماعت جو حق تعالیٰ کے باوجود ان مراتب کو مبداء سے جدا نہیں کر سکتی۔ تاکہ لاکھ بچے لاکھ ان کی بھی نفی کرے۔ بلکہ مبداء ان کے نزدیک ان لطافت سے علاوہ متشابہ رہا اور اپنے آپ کو عین حق سمجھ لیا تو کہنا شروع کر دیا کہ خارج میں صرف حق سبحانہ ہی موجود ہے۔ اور خارج میں ہمارا بالکل وجود نہیں۔ لیکن چونکہ بہت سے آثار خارجہ پائے جاتے تھے تو مجبوراً شریعت علی کے قائل ہوئے۔ اسی بنا پر وہ ایمان کو وجود اور عدم کے درمیان بزدل قرار دیتے ہیں، یہ لوگ جبکہ مخلوقات کے وجود کے بعض مراتب (یعنی اور اخفی) کو مبداء سے جدا کر کے قوانین کے واجب الوجود ہونے کے قائل تو نہ ہوتے البتہ ان کے بزدل ہونے کے قائل ہو گئے۔ اور وجوب کا رنگ ممکن میں ثابت کر دیا۔ اور یہ نہ جانتا کہ یہ رنگ بھی ممکن ہی کا رنگ ہے جو واجب کے مشابہ ہے۔ اگرچہ صورت اور نام میں ہی ہو۔ اور اگر وہ اس رنگ کو جدا کرتے۔ اور تمام مراتب ممکن کو واجب سے جدا کرتے تو اپنے آپ کو ہر گز خدا نہ دیکھتے بلکہ عالم کو حق سے جدا کرتے اور صرف ایک ہی وجود کے قائل نہ ہوتے۔ اور جب تک اس شخص رقائق وحدت وجود کا اثر اور نشان باقی ہے۔ اپنے آپ کو حق تعالیٰ نہیں جانتا۔ اگرچہ کہتا ہے کہ میرا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ لیکن اس کا یہ قول بھی کوئی نظری کے باعث ہے۔

دوسرے گروہ نے اگرچہ مراتب کو مبداء سے جدا قرار دیا ہے۔ اور کلمہ لاکھ بچے لاکھ اس کی نفی بھی کی ہے۔ لیکن غلیظ اور امسالت کے واسطے سے ایک چیز ان کے بقایا وجود سے ثابت رہی ہے۔ کیونکہ ترتیب فعل کا اصل کے ساتھ تعلق کا رشتہ بڑا قریبی ہے۔ یہ نسبت ان کی نظر سے محض نہیں ہو سکی۔

لیکن پہلے گروہ نے حضرت رسالت خاقیت علیہ من الصلوٰت اتقا وری التہیات اکملہا کیساتھ مناسبت اور آپ کی کمال متابعت کی بنا پر ممکن کے تمام مراتب کو واجب سے جدا قرار دیا ہے۔ اور سب کی کلمہ لاکھ بچے لاکھ نفی کر دی ہے۔ اور انہوں نے ممکن کی وجہ کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں دیکھی۔ اور اس کی طرف کسی نسبت

کاشیات نہیں کیا۔ اور اپنے آپ کو اس کا معبود مخلوق بے قدرت کے سوا کچھ نہیں سمجھا اور اس اللہ عز شانہ کو اپنا
خافق و مولیٰ جانتا ہے۔ اپنے آپ کو مولیٰ سمجھنا یا اس کا نکل قرار دینا ان بزرگوں کے نزدیک سخت گراں اور دشوار ہے
چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ یہ بزرگ اس واسطے سے کہ اشیاء خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں اشیاء سے دوستی رکھتے
ہیں۔ اور اس بنا پر اشیاء ان کی نظر میں محبوب ہیں۔ اور اسی بنا پر کہ اشیاء اس کی مصلوح اور ان کے افعال بھی
اس ذات جل شانہ کے پیدا کردہ ہیں، پورے طوراً اشیاء کے مطیع بنتے ہیں۔ اور انہیں تسلیم کرتے ہیں۔ اور افعال
پر انکار نہیں کرتے۔ ہاں جہاں شریعت انکار کرے۔

جس طرح توحید و جود والوں کو اشیاء کے حق تعالیٰ کا مظہر بلکہ اس کا عین کے لحاظ سے اس قسم کی محبت
اور ان کی اطاعت نصیب ہوتی ہے۔ پہلے گروہ کو اشیاء کے صرف اللہ تعالیٰ کی مصنوعات اور مخلوق ہونے کے
لحاظ سے اشیاء کے ساتھ دوستی حاصل ہوتی ہے۔ یہی تفاوت راہ از کجاست تا کجما۔ دیکھو ایک راہ سے دوسری
راہ تک کہتا فرق ہے۔

عین محبوب کے ساتھ تو تھوڑی سی محبت کے باعث بھی دوستی روا ہے۔ لیکن مصنوعات، مخلوقات اور
اس کے بند سے جب تک محبوب و حقیقی اس کے ساتھ پوری دوستی پیدا نہ کریں دوستی روا نہیں ہے۔ اور محبوب
نہیں دیکھتے اس لئے کہ وہ کوئی اجدیت سے جو مقام مقامات ولایت کی انتہا تک پہنچ چکا ہے۔ اور ان بزرگوار
حضرات کے صحت حال پر اس سے بڑی اور مکمل دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ان کا ہر کشف کتاب و سنت اور ظاہر
شریعت کے موافق ہے۔ ایک ہاں برابر بھی ظاہر شریعت سے مخالفت ان کی طرف راہ نہیں پاسکی۔ اے اللہ ہمیں
پرست محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم و بارگاہ امن گروہ کے معبود اور سرکاروں میں کر۔

یہ درویش جس سے ان سطور کا استفادہ ہوا ہے۔ اول توحید و جود کا معتقد تھا۔ بچپن سے ہی اس توحید
کا علم اور اس پر پورا یقین رکھتا تھا۔ اگرچہ حال نہیں رکھتا تھا۔ اور جب اس راہ میں آیا تو اول توحید کا راستہ
منکشف ہوا۔ اور مدت دراز تک اس مقام کے مراتب میں گھومتا رہا۔ اور بہت سے علوم جو اس مقام کے مناسب
تھے۔ فائز ہوتے رہے۔ اور وہ مشکلات و واردات جو ارباب توحید پر وارد ہوتی ہیں سب کی سب کثوف اور
علوم فائزہ کے ذریعہ حل ہو گئیں۔ ایک مدت کے بعد اس درویش پر ایک اور نسبت غالب ہوئی۔ اور اس کے
غلبہ میں توحید و جود میں توقف پیدا ہوا۔ لیکن یہ توقف توحید و جود والوں کے ساتھ حیرت انگیز کی بنا پر پیدا ہوا۔
انکار کی بنا پر پیدا نہ ہوا۔ ایک مدت تک اس بارے میں متوقف رہا۔ آخر الامور معاملہ اس کے انکار تک پہنچا۔ اور
مجھے دکھایا گیا کہ یہ مرتبہ سب سے پست مرتبہ ہے۔ یہاں سے تعلیم کے مقام پر پہنچا۔ لیکن اس کا انکار بے اختیار
تھا۔ نہیں چاہتا تھا کہ اس مقام سے باہر آئے۔ اس لئے کہ بہت سے مشائخ عظام اس مقام میں اقامت پذیر تھے۔

اور جب تعلیم کے مقام میں پہنچا اور خود کو اور عالم کو غفل محسوس کیا۔ جبکہ دوسرا گروہ اس کو قائل ہے۔ تو اس امر کی آرزو پیدا ہوئی کہ کاش اس مقام سے باہر نہ نکلیں کیونکہ یہ درویش کمال وحدت وجود میں پاتا تھا۔ اور یہ مقام تعلیمات اس کے کچھ قدر سے مناسب دکھاتا ہے۔ اتفاقاً کمال عنایت اور غریب نوازی سے اس مقام سے بھی اوپر لے گئے۔ اور مقام عبودیت تک پہنچا دیا۔ اس وقت اس مقام کا کمال دکھائی دیا۔ اور اس کی بندگی واضح ہوئی۔ اور گزشتہ مقامات سے مناسب ہوا اور استفادہ کیا۔ اگر اس درویش کو اس راستے سے نہ لے جائے اور بعض مراتب کی بعض پر فوقیت نہ دکھائے تو اس مقام عبودیت میں پناہ منزل جاتا۔ کیونکہ اس درویش کے نزدیک توحید وجودی سے اوپر کوئی مقام نہ تھا۔ واللہ یحییٰ الموتی وھو یدعی السبیل۔ اللہ ہی حق کو سن ثابت کرتا ہے اور راہ راست کی ہدایت بخشتا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اس درویش کے کمزورات و رسائل میں بیکہ ہر سالک کے علوم و معارف میں تفاوت اور فرق کا نشانہ ہی مقامات متفاوتہ کا حصول ہے۔

یہ مقام کے علوم و معارف الگ ہیں۔ اور ہر حال کا قائل علیحدہ ہے۔ پس فی الحقیقت علوم میں تعارض اور تضاد نہیں۔ جس طرح احکام شریعہ کے نسخ کا معاملہ ہے۔

مَنْ تَلَّكَ مِنْ الْمُتَرَتِّبِ۔
تو لکھ کر دے والوں میں سے نہ ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ وسلم

مکتوب نمبر ۱۶۱

مکالمہ کلابی پریشی کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کو منازل سلوک کے طے کرنے سے مقصود ایمان حقیقی کا حصول ہے۔ جو اطمینان نفس کے ساتھ وابستہ ہے۔

منازل سلوک کے طے کرنے سے مقصود ایمان حقیقی کا حصول ہے۔ جو اطمینان نفس سے وابستہ ہے۔ جب تک نفس مطمئنہ نہ بنے نجات متفقہ نہیں۔ نفس اس وقت تک مرتبہ اطمینان تک نہیں پہنچتا جب تک قلب کی سیاست اس پر تسلط نہ کریں۔ اور دل کی سیاست اس وقت عیسر آتی ہے جبکہ قلب پہلے کاموں سے فارغ ہو۔ اور غیر حق کی

لے پڑا ایم دانی حدیث سرور کے کلام میں کوئی تعارض اور تضاد نفس نہیں۔ کیونکہ مختلف تحقیقات مختلف مقامات سے تعلق رکھتی ہیں۔

مگر قاری سے سلامتی حاصل کرے۔ اور غیر حق کے ساتھ گرفتاری سے نجات پانے کی علامت یہ ہے کہ اسوئے حق سبحانہ و تعالیٰ کو مجبور یا سٹے۔ جب تک بال برابر بھی غیر حق سے آشنا ہے۔ سلامتی سے دور ہے۔ تو کہتا مبارک ہے وہ شخص جس نے اپنا قلب اپنے رب کے سپرد کر دیا۔ کوشش کرنا ضروری ہے تاکہ سلامتی قلب سے مشرف ہو۔ اور نفس الیمینان کے مقام تک پہنچے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے۔ اور اللہ افضل عظیم والا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۶۲

خواجہ محمد صدیق بدخشی کی طرف صادر فرمایا

ماہ رمضان مبارک کی فضیلت اور اس ماہ کی قرآن مجید کے ساتھ مناسبت کے بیان میں جس کی بنا پر اس کا نزول اس ماہ مبارک میں ہوا۔ اور کچھ کی جامعیت کے بیان میں کہ اس کے ساتھ روزہ افطار کرنا مستحب ہے۔ اور اس کے تعلقات کے بیان میں۔

باسمہ سبحانہ۔ کلام کی شان جو شیروانات ذاتیہ میں آئے ہے قسم ذاتی کمالات اور صفاتی شیروانات کا جامع ہے۔ جیسا کہ گزارشہ علوم میں مذکور ہوا۔ اور ماہ رمضان مبارک تمام خیرات و برکات کا جامع ہے۔ جو بھی خیر و برکت ہے اس کا فیضان حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور ذات سبحانہ کے شیروانات کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ ہر شے و مقصود جو ضروریہ آتا ہے۔ اس کا منشاء ذاتی ذات و صفات ہیں۔

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا

أَصَابَكَ مِنْ نَبْئٍ شَرٍّ فَمِنْكَ - تجھے جو بھلائی اور خیر پہنچتی ہے اللہ کی طرف سے ہے۔ اور جو بُرائی پہنچتی ہے۔ وہ تیرے نفس کی

طرف سے ہے۔

نصر لقمی ہے۔ پس اس ماہ مبارک کی تمام خیرات و برکات ان کمالات ذاتیہ کا نتیجہ ہے کہ شان کلام الہی ان سب کا جامع ہے۔ قرآن مجید اس جامع شان کی حقیقت کا خلاصہ ہے لہذا اس ماہ مبارک کی قرآن مجید کے ساتھ پوری مناسبت ہے۔ کیونکہ قرآن تمام کمالات کا جامع ہے۔ اور یہ مبارک مہینہ ان تمام خیرات و برکات کا جامع ہے جو ان کمالات قرآنی کے نتائج ہیں اور یہی مناسبت قرآن حکیم کے اس ماہ مبارک میں نزول کا باعث بنی۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ - رمضان وہ مبارک مہینہ جو جس میں قرآن حکیم کا نزول ہوا

اور اس میں آنے والی شب قدر اس ماہ کا ماضی صدر اور خیر ہے۔ یہ رات مغرب ہے اور یہ ماہ مبارک اس کے لئے چھلکے کی مانند ہے۔ تو جو شخص اس ماہ مبارک کو جمعیت و سکون سے گزارتا ہے اور اس کی خیرات و برکات سے بہرہ ور ہوتا ہے تمام سال جمعیت و سکون سے گزارتا ہے۔ اور غیر و برکت سے پرہیز کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ ہمیں اس مبارک مہینے کی خیرات و برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اور عظیم جمعہ نصیب فرمائے۔ حضرت رسالت فائیت علیہ الصلوٰۃ والسلام التیمہ نے فرمایا ہے:

إِذَا أَفْطَرْتُمْ أَحَدَكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَحِيٍّ
جسب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرے تو
کھجور سے کرے کیونکہ وہ سراسر برکت ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روزہ مبارک کھجور سے افطار کرتے تھے۔ اور کھجور میں برکت یہ ہے کہ اس کا درخت نخل کہلاتا ہے۔ اور نخل یعنی کھجور کا درخت جامعیت اور صفت اعلیٰ پر مخلوق ہے جس طرح انسان۔ اسی لئے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کو انسانوں کی پوری پوری کھانسی کے کھانے کو پیدا کر دینا آدم سے پیدا کیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

أَلْبَرُّمُ وَأَحْسَنُكُمْ الْخَلْقَ فَإِنَّهَا خَلِقَتْ
بِوَعْدِ بَيْتِهَا طَبِيعَةَ آدَمَ
اپنی پوری کھجور کی عزت کرو۔ کیونکہ یہ حضرت
آدم کے جسم سے باقی ماندہ مٹی سے پیدا کی گئی ہے۔

اور کھجور کو برکت فرمانا اسی جامعیت کی بنا پر ہو سکتا ہے۔ لہذا اس کے پیل کھجور سے افطار صاحب افطار کی جزینہ جانا اور کھجور کی حقیقت جامعہ اس جزینہ کے اعتبار سے ان کمالات بے نہایت کا جامع بن جاتا ہے۔ جو کھجور کی حقیقت جامع میں درج ہیں۔ اور یہ معنی اگرچہ مطلق کھانے میں بھی موجود ہے۔ تاہم افطار کے وقت کہ روزہ دار کے شہرات مانعہ اور لذات فانیہ سے غالی ہونے کا وقت ہے۔ زیادہ تاثیر کرتا ہے۔ اور وہ معنی اتم اور اکمل طریقہ پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ جو حضور علیہ من الصلوٰۃ اتہا ومن التہیات اکلہا نے فرمایا ہے کہ

نَعْمَ سَحْوَرَةُ الْمُؤْمِنِينَ الْتَمَرُ
مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔

اس اعتبار سے ہو سکتا ہے کہ اس غذا میں جو صاحب غذا کا جزو بن جاتا ہے اس کی حقیقت کی تکمیل ہے۔ نہ کہ اس غذا کی حقیقت۔ اور جب کہ یہ معنی روزہ میں مفقود ہیں اس کی تلافی کے لئے سحری کے وقت اس کے کھانے کی ترغیب دی کہ گویا اس کا کھانا تمام ماکولات کے کھانے کا فائدہ دیتا ہے۔ اور اس کی برکت جامعیت کے

اعتبار سے وقت افطار تک رہتی ہے۔ اور غذا کا یہ قاعدہ اس وقت مرتب ہوا ہے۔ جبکہ غذا بخورنے شرعی کے مطابق واقع ہو۔ اور بال برابر حدود شریعہ سے تجاوز نہ ہو۔ نیز اس قاعدہ کی حقیقت اس وقت یسّر آتی ہے۔ کہ اس کا کھانے والا صورت سے گزر کر حقیقت سے بچتا رہو چکا ہو۔ اور ظاہر سے ترقی کیلئے کے باطن سے آرام پذیر ہو چکا ہو۔ غذا کا ظاہر اس کے ظاہر کا مددگار ہوتا ہے۔ اور غذا کا باطن اس کے باطن کی تکمیل کرتا ہے۔ ورنہ صرف ظاہر ہی اعداد پر ہی ڈکا رہتا ہے۔ اور اس کا کھانے والا بھی چین کو تابی کا شکار رہتا ہے۔

سعی کن تامل۔ راستہ ہی گہر۔ بعد ازاں چنداں کرے خواہی بخور
کوشش کرو تا کہ مجھے کو موتی بناؤ۔ اس کے بعد جتنا چاہو کھاؤ
اور صاحب غذا کے لئے افطار میں ہلدی اور سحر میں تاخیر میں غذا کی تکمیل کا یہی راز ہے۔

مکتوب نمبر ۱۶۳

سیارت اور زندگی کی پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا :

اس بیان میں کہ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ان دوشدوں کے جمع ہونے کا احتمال محال ہے۔ اور ایک کو عزت عطا کرنا دوسرے کو ذلیل و خوار کرنے کا موجب ہے۔ تک جو آپ نے اللہ تعالیٰ آپ کو سالم اور محفوظ رکھے کفار کی تذلیل اور ان سے میل جول کے بارے میں امداد میل جول کے نقصان اور ضرر کے متعلق فرمایا۔ اور اس امر کے بیان میں کہ دنیا و آخرت بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

الحمد لله الذی انعم علیتنا وهدانا لای الی الاسلام وجعلنا من امة محمد علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والسلام تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کے لئے جس نے ہم پر انعام فرمایا اور ہمیں دین اسلام اختیار کرنے کی ہدایت عطا فرمائی اور ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والسلام کی امت میں سے کیا۔ دنیا و آخرت کی سعادت صرف سید کو نبی علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی اتباع سے وابستہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت احکام اسلام کی بجا آوری اور رسوم کفر کے دور کرنے میں ہے۔ کیونکہ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک کا ثابت کرنا دوسرے کے اٹھانے کا موجب ہے۔ ان دوشدوں کا جمع ہونا محال ہے۔ ایک کو عزت دینا دوسرے کو ذلیل و خوار کرنے کا باعث ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے پیغمبر

یاکے علیہ الصلوٰۃ والتحریر کو فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ
وَالْمُنَافِقِينَ وَاعْلَظْ عَلَيْهِمْ
اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کریں اور
ان پر سختی کریں۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو فرائض عظیم سے موصوف ہیں کفار سے جہاد اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے سخت رویہ اختیار کرنا بھی فرائض عظیم میں داخل ہے نہایت ہوا کہ اسلام کی عزت کفر اور اہل کفر کی غوری اور ذلت میں ہے۔ جس نے کفار کو عزت دی اگر اس نے اسلام کو ذلیل کیا۔ عزت دینے سے یہ مراد نہیں کہ ان کی خواہ مخواہ تعظیم ہی کی جائے اور انہیں آؤنجی جگہ بچایا جائے۔ بلکہ انہیں اپنی مثال میں بیکردینا۔ ان کے ساتھ جیسا اٹھنا ان سے گفتگو کرنا بھی ان کے اعزاز میں شامل ہے۔ انہیں گتوں کی طرح قود رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی دوسری غرض اور کام ان سے متعلق ہوا اور ان کے سوا کسی سے حاصل نہ ہو سکے تو انہیں بے قدر جانتے ہوئے بقدر ضرورت ان سے معاملہ کرنا چاہیے۔ اور کمال اسلام قریب ہے کہ دوسری غرض کے لئے بھی ان سے رابطہ قائم نہ کیا جائے۔ اور ان سے میل جول نہ رکھا جائے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں انہیں اپنا اور اپنے پیغمبر علیہ السلام کا دشمن قرار دیا ہے۔ خدا اور اس کے رسول علیہ السلام کے ان دشمنوں سے میل جول اور انس و محبت بہت بڑی تقصیروں میں شامل ہے۔ ان دشمنوں کے ساتھ دوستی اور انس کا کم از کم ضرر نقصان یہ ہے کہ احکام شرعی کے اجماع کی قدرت اور کفر کے نشانات اٹھانے کی قوت مغلوب اور کمزور ہو جاتی ہے۔ اور ان سے قطع دوستی کا حیا اس میں مانع ہو جاتا ہے۔ اور یہ بہت بڑا ضرر و نقصان ہے۔ دشمنان خدا کے عز و جل سے دوستی و الفت خدا تعالیٰ کے ساتھ دشمنی کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے اور اس کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دشمنی پیدا ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔ انسان گمان کرتا ہے کہ وہ اہل اسلام سے ہے۔ اور خدا رسول کی تصدیق اور ان پر ایمان رکھتا ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس طرح کے برے اعمال اس کی دولت اسلام کو بالکلینہ مشاکرہ دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ من شروہ انفسنا ومن سبائنا

اعمالنا و ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی بڑائیوں سے اللہ کے پاس پناہ لیتے ہیں۔

خواجہ پنڈت کو مراد اصل است حاصل خواجہ بھڑ پندار نیست

خواجہ صاحب کا گمان ہے کہ وہ مراد اصل ہیں۔ لیکن فی الحقیقت خواجہ صاحب کو مراد گمان ہی حاصل ہو۔ ان ائمہ اربعہ کا کام ہی یہ ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کا تسخیر کرنا ہے۔ اور اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ اگر قابو پائیں تو مسلمانوں کو ہلاک کر دیں یا سب کو قتل کر دیں یا کفر کی طرف پھیر کر لے جائیں تو اہل اسلام کو بھی شرم کرنا چاہیے کیونکہ ایمان یا حیا بننے کا تقاضا کرتا ہے۔ مسلمان کے تنگ و ضمر کا پاس کرنا ضروری ہے۔

ہمیشہ ان کی ذلت و خواری کے درپے رہنا چاہیے۔ ہندوستان میں اہل کفر سے جزیہ کا موثوق ہونا ان علاقوں کے سلاطین و حکمرانوں کے ساتھ دوستی کی شرط ہے۔ ان سے جزیہ لینے کا اصل مقصد ان کی ذلت و خواری ہے اور یہ ذلت و خواری اس وقت تک ہے کہ جزیہ کے خوف سے اچھے کپڑے نہیں پہن سکتے۔ اور اپنا بناؤ سنگلا نہیں کر سکتے۔ اور ان کے اموال سے لینے کے خوف سے ہمیشہ ڈرتے اور لرزتے رہتے ہیں۔ بادشاہوں کو یہ کیا حق حاصل ہے کہ جزیہ لینے سے روکیں۔ اللہ تعالیٰ نے جزیہ وضع ہی ان کی ذلت و خواری کے لئے کیا ہے مقصود ان کی رسوائی اور اہل اسلام کی عزت اور غلبہ ہے۔ حال جہود ہر کہ شوق شہادت سود اسلام است۔ جو غیر مسلم بھی قتل ہوا اس میں اسلام کا نفع ہے۔ دولت اسلام کے حصول کی علامت اہل کفر کیساتھ بغض و عناد رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں ان کو نجس و ناپاک کہا ہے۔ پس اہل اسلام کی نظر میں بھی اہل کفر نجس و پلید ہی ہونے چاہئیں۔ اور جب ان کو اس طرح ذلیل و خوار دیکھیں اور جانیں گے تو ضرور ان کی محبت سے پرہیز اور ان کی ہیشینی کو برا تصور کریں گے۔ ان سے باتیں پوچھنا اور پھر ان کے مطابق عمل کرنا ان دشمنوں کا کمال اعزاز ہے۔ جو سراسر منہج ہے۔ جو شخص ان کی توجہ کا طالب اور ان کے توسط سے مانگے اسے کیا حاصل ہوگا۔ یعنی کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وَمَا دَعَا الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ۔ کفار کی دُعا بے کار اور ضائع ہے۔

ان دشمنان اسلام کی دُعا باطل اور بے نتیجہ ہے۔ اس کی قبولیت کا احتمال ہی نہیں۔ ان سے طالب ہونا ہونے میں ان کے اعزاز و اکرام میں اضافہ ضرور ہوتا ہے۔ کفار اگر دعا کریں گے تو اپنے بتوں کو ضرور دُعا میں وسیلہ بنائیں گے خیال کرنا چاہیے کہ معاملہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ اور مسلمان کی بوسہ بھی باقی نہیں رہتی۔ ایک بندگان کا ارشاد ہے جب تک تم سے کوئی دیوانہ نہ ہو مسلمان تک نہیں پہنچ سکتا۔ دیوانگی بنی اسلام کی خاطر اپنے نفع نقصان سے آگے گزر جانے سے عبادت ہے۔ مسلمان کی موجودگی میں جو حاصل ہوا گئے ٹھیک ہے۔ اور اگر کچھ بھی حاصل نہ ہو تو نہ جو۔ یعنی دونوں حالتیں برابر ہوں۔ اور دولت اسلام موجود اور حاصل ہے تو خدا کے عز و بل اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور خوشنودی بھی حاصل ہے۔ خدا کے مولا سے عظیم تر اور کوئی دولت و نعمت نہیں۔

نَبِيًّا بِاللهِ تَعَالَى سَرَّابًا وَبِالْإِسْلَامِ
وَبِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
بِاللهِ وَرَسُولِهِ۔ ہم اللہ سبحانہ کے رب ہونے اور اسلام کے
وہی ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
نبی و رسول ہونے پر راضی ہیں۔

مصرعہ ۱ ہم برہنہ بداریم یارب۔ یارب مجھے اسی پر قائم رکھنا۔ بھرت سید المرسلین علیہ واک

یہ اعتبار ہے۔

فَمَا ذَا ابْتِغَا الْخَيْرَ إِلَّا الضَّلَالُ

حق کے ماسوا سب ضلالت و گمراہی ہے۔

و السلام اولاد و آخرتاً۔

مکتوب نمبر ۱۶۲

ما نفعہ ہاء الدین سر مہدی کی طرف لکھا گیا۔

اس بیان میں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا فیض ہر وقت اور ہمیشہ خواص و عوام پر وارد ہو رہا ہے۔

اس کے قبول کرنے یا نہ قبول کرنے کا فرق اس طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے احسان و کرم سے عبادہ شریعت پر استقامت نصیب فرمائے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کا فیض ہمیشہ اور ہر وقت از قسم ہاں، اولاد و بدایات و دہائیات بغیر تخصیص کے نازل و وارد ہوتا رہتا ہے۔ بعض عیوض کے قبول کرنے اور بعض کے قبول نہ کرنے میں فرق اس طرف سے ہے۔

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی

مانوں پر ظلم کرتے تھے۔

موسم گرما کا موسم دہوی اور کپڑے دونوں پر کیسا ہی چمکتا ہے۔ لیکن اس سے وصولی کا منہ سیاہ ہوتا ہے اور اس کا کپڑا سفید۔

اللہ تعالیٰ کے فیض کا قبول نہ ہوتا جناب قدس خداوندی میں سلطانہ سے اعراض اور دگردانی کے باعث ہے۔ دگردانی کرنے والے کے لئے ذلت لازم اور نعمت سے محرومی ضروری امر ہے۔ یہاں کوئی شخص یہ اعتراض نہ کرے کہ بہت سے حق تعالیٰ سے دگردان لوگ دنیوی نعمتوں سے سرفراز ہیں۔ اور ان کی دگردانی اس کی محرومی کا سبب نہیں بنی۔ کیونکہ یہ نعمت نہیں بلکہ نعمت کی صورت میں نفیست و عذاب، اس کی خرابی اور بربادی کے لئے بطریق استدراج ظاہر کیا گیا ہے۔ تاکہ ایسا شخص دگردانی اور گمراہی میں مہلک رہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوَدُّوهُمْ بِمَا هِيَ قَالِي وَ

کیا ان لوگوں کا گمان یہ ہے کہ ہم جو مال و اولاد کی شکل

میں ان کی مدد فرما رہے ہیں انہیں اچھی پسند آئے گا

کرنے میں جلدی کر رہے ہیں۔ بکر یہ لوگ نہیں تھے
کہ اصل معافہ کیا ہے۔

پس حق تعالیٰ سے روگردانی کے باوجود دنیا اور اس کے ساز و سامان کا ہٹنا عین غرابی ہے۔ تو ایسی سورت
حال سے بیکھر پھر بکھر۔ واسلام۔

مکتوب نمبر ۱۶۵

میراث و بزرگی کی پناہ شیخ فرید کی طرف لکھا گیا۔

صاحب شریعت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت کی ترغیب اور آپ کی شریعت
کے مخالفوں کے ساتھ عداوت و بغض رکھنے اور ان پر سختی کرنے کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اٹھنی قرشی علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات اکملہا کی باطنی میراث کی
بزرگی سے مشرف فرماتے۔ جس طرح اس نے آپ کو ظاہری بزرگی سے مشرف فرمایا ہے۔ اور اللہ اس بندے پر رحم
فرمائے جو آمین کہے۔

آلہ سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی میراث سورہی عالم غفلت سے غفلت رکھتی ہے۔ اور میراث معنوی
عالم امر سے۔ وہاں سب ایمان حضرت اور شد و ہدایت ہے۔ میراث صوری کی لغت غفلت کا شکر ہے کہ میراث
معنوی اور باطنی سے مزین و آراستہ ہوں۔ اور میراث معنوی سے آراستگی کامل اتباع معنوی علیہ الصلوٰۃ والسلام
والتحیر کے بغیر نہیں آسکتی۔ تو آپ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آپ کے اوامر و نواہی میں اتباع و احاطت
لازم و ضروری ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال متابعت آپ کے ساتھ کمال محبت کی فرع ہے۔ مخرج۔
ان المحبب لمن حقاً مطیع۔

اور آپ سے کمال محبت کی علامت و نشانی آپ کے دشمنوں کے ساتھ کامل بغض و عداوت رکھنا ہے۔ محبت
میں سستی کی کوئی گنجائش نہیں۔ محب محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے۔ اس کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتا۔ اور محبوب کے
مخالفوں کے ساتھ کسی طرح بھی صلہ آشتی نہیں کر سکتا۔ دو مختلف محبتیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ جمع ضیعی کو
ممالن ممکن کہا گیا ہے۔ ایک کے ساتھ محبت دوسرے کی عداوت کو مستلزم ہے۔ اچھی طرح غور کرنا چاہیے۔ اچھی
معاملہ ہاتھ سے نہیں چھو۔ گزشتہ کا تذکرہ کرنا چاہیے۔ کل جب معاملہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ندامت و شرمندگی کے
سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔

بروقت صبح شود ہر روز معلوم است کہ باک باغتر عشق و رشتہ و ہجر

تجہ صبح روز دوش کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ تو نے تا یک رات میں کس سے عشق لگا رکھا تھا

دنیا کا سامان دھوکا ہی دھوکا ہے۔ اور معاملہ آخری پر ابدی جزا مرتب ہوگی۔ چند روز زندگی اگر سید لادین
و آخرین علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت میں بسر ہو تو نجات ابدی کی امید ہے۔ ورنہ کوئی بھی ہر
اور کیسا ہی اچھا عمل کیوں نہ ہو سب بیک اور بے کار ہے۔

محمد عربی کہ کاہر و ستار و سراست کسے کہ خاک درکش نیست خاک ہر سر او

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو دونوں جہان کی عزت و آبرو ہیں جو آپ کے دروازے کی خاک نہیں جٹتا
اُس کے سر پر خاک پڑے۔

اگر مثال کے طور پر فرض زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو نقصان نہ پہنچے میں وہ بھی حکیت ترک کا حکم رکھتی ہے۔ کیونکہ
متابعت کی دولت عقلی کا حصول مکمل طور پر ترک دنیا پر موقوف نہیں۔ زکوٰۃ ادا کر دینے کی صورت میں مال پاک ہو جاتا
ہے۔ اور دین میں اس کا کچھ ضرر نقصان باقی نہیں رہتا۔ پس مال دنیاوی کے ضرر کے دفاع کا علاج مال کی زکوٰۃ نکالنا
ہے۔ اگرچہ حکیت ترک دنیا دینی اور افضل ہے۔ لیکن زکوٰۃ بھی اس ترک کی کام کر جاتی ہے۔

آسمان نسبت بعرض آمد سرود در نہ میں عالی است پیش خاک تو

آسمان عرش کی نسبت نیچے ہے۔ لیکن تو وہ خاک سے پہر بھی بہت بلند ہے

تو لازم و ضروری ہے کہ ساری ہمت احکام شریعی کی بجا آوری میں صرف کی جائے۔ اور اہل شریعت یعنی علماء و
مصلحاء کی تعظیم و توقیر کرنی چاہیے۔ اور شریعت کو رواج دینے میں کوشاں رہنا چاہیے۔ اور گواہ قوتوں اور اہل حجت
کو ذیل و خوار رکھنا چاہیے۔

مَنْ وَقَرَّ مَعَ رَجُلٍ فَقَدْ آتَمَّ عَلَىٰ هَذِهِ الْأَسْلَافِ

جس نے ہر معنی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو گمراہی میں مدد کی۔

اور کفار کیساتف جو ہمارے عزیز و اہل اور اس کے رسول پاک علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے دشمن ہیں، دشمنی رکھنی
چاہیے اور ان کو ذلیل و خوار رکھنے میں کوشش کرنی چاہیے اور کسی طرح بھی ان کو عزت کا مقام نہیں دینا چاہیے۔ ان
پر بخون کو اپنی مجلس میں جگہ نہیں دینی چاہیے۔ اور ان کے ساتھ کوئی اُنس و پیار نہیں کرنا چاہیے۔

..... اور حتی الامکان کسی معاملے میں صحابہ کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہیے۔ اور نقصان
پڑ ہی جائے تو نقصان حاجت انسانی کی طرح ناپسندیدگی اور مجبوری کی صورت میں ان سے حاجت برآوری کرنی چاہیے۔
وہ راستہ جو آپ کے بلند گوار علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی جناب قدم تک پہنچاتا ہے یہی ہے۔ اگر اس

راہ پر نہ چلا جائے تو اس جناب قدس تک پہنچنا دشوار ہے۔ اور بہت بعید ہے۔

کیف الوصول الى سعادت و منہا قتل الجبال و دوسری حیووت
سعاد و عشق کی ملاقات کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔ چھک میرے اور اس کے درمیان پہاڑوں کی بلند چوٹیاں اور
نشیب و فراز مائل ہیں۔

زیادہ کیا پریشان کرے۔

اندر کے پیش تو غلم غم دل ترسیدم کہ دل آرزو شوی ورنہ سخن بسیار است
میں نے تیرے آگے تصور اس غم دل بیان کیا ہے۔ کتنا ہوں کہ تو دل آرزو ہو گا ورنہ باتیں بہت ہیں۔

مکتوب نمبر ۶۶

صدا میں کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ چند روزہ ٹپا نما رزنگی پر استقامت نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس تصور ہی سے فرصت
میں ذکر کثیر کے ساتھ جو نہایت ضروری اور اہم ہے۔ مرض قلبی کے ازالہ کی فکر کرنی چاہیے۔

مخدوم گرامی کب تک اپنے منافع نفس کی خاطر ان کے حصول میں مگر می دکھا آگے۔ اور کب تک اپنے آپ پر
غم و غصہ کا اظہار کرو گے۔ اپنے آپ کو اور تمام دوسروں کو مژدہ اور بے ہان خیال کرنا چاہیے۔ اور بے حس و حرکت
گناہ کرنا چاہیے۔

اِنَّكَ نَسِيتُ وَاَنْتَ نَسِيتُ

بھیک آپ بھی موت کی آغوش میں جانے والے

میں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔

نفس قاطع ہے۔ اس تصور ہی سے فرصت میں ذکر کثیر کے ساتھ جو نہایت اہم اور ضروری ہے، مرض قلبی کے ازالہ
کا فکر مند ہونا چاہیے۔ اور باطنی مرض کا علاج رب جلیل کی یاد کے ساتھ اس تصور ہی سے مہلت میں اعظم مقاصد میں
سے ہے۔ وہ دل جو غیر حق میں گرفتار ہے اس سے خیر کی توقع کیا ہو سکتی ہے۔ وہ مروج جو کینہ اور حقیر دنیا کی
طرف مائل ہے نفس امارہ اس سے بہتر ہے۔ اس طرف سے سرسراہنتی قلب۔ غلامی روج کا مطالبہ اور تقاضا
ہے۔ اور ہم کو تار اندیش پورے طور پر روج و قلب کی گرفتاری کے اسباب حاصل کرنے کی فکر میں ہیں۔ معاملہ بہت
وہم و جاچکا ہے۔ کیا کیا جائے۔

وَمَا ظَنُّهُمْ اِنَّهُمْ مَوْفُكُنْ كَمَا فُكِنَا اَنْفُسُكُمْ
انہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی

یَفْلَهُونَ۔

جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ظاہری صنعت و کمزوری کا کچھ فکر و اندیشہ نہ کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ضعف صحت و عافیت سے تبدیل ہو جائے گا۔ راقم کو اس کا یقین ہے۔ فقر و محنت صاحب رزق اللہ عزوجل کے پہنچنے سے بڑھے گا۔ آپ نے مطالبہ کیا تھا، پیروی بھی کیا گیا ہے۔ اسے پہنچیں اور نتائج و ثمرات کے منتظر رہیں کہ یہ پیرا میری کثیر البرکت ہے۔

بر کس افسانہ بخواند افسانہ است واکہ وید عشق فقر و خور واد است
جس نے اس بات کو بے اصل حکایت قرار دیا وہ خود بے کار ہے اور جس نے اسے حقیقت مانا وہ مرد
بر قیام ہدایت اور حضرت مصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیمات کی متابعت کے پابند پر رحمت و صلاحتی
کا نزول ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۶

پیروی رام چند کی طرف صادر فرمایا جس نے اس بلند مرتبہ گروہ کے ساتھ اندام کا اظہار کیا تھا۔

تمام جہانوں کے پروردگار کی عبادت کی ترغیب میں جو بے مثال وجہ کیست ہے۔ اور مندوں
کے باطل خداؤں کی عبادت سے اجتناب کرنے کے بیان میں۔

آپ کے دونوں خط ملے۔ دونوں سے فقر و محبت اور اس بلند مرتبہ گروہ کی خدمت میں انتہا کا اظہار
ہوا تھا۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ کسی کو اس دولت سے نوازیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ

من آنچه شرط بارش است با تو میگویم تو خواه از ستم پند گیر و خواه ملال

میں نے شرط تبلیغ پوری کر دی ہے۔ آگے میری باتوں سے تو نصیحت کیلئے یا ملال محسوس کیے تیری مرضی

اچھی طرح ملن اور آگاہ رہ کہ جہاں اور تہا را ہنگہ تمام جہانوں کا آسمان ہوں یا زمینیں علیین و علوہم ہوں یا

سفینیں و حیوانات اسب کا پروردگار ایک ہے۔ اور بے کیفیت و بے مثل ہے۔ وہ شبہ اور مانع سے منزہ ہے۔

شکل و مثال سے پاک و متبرک ہے۔ کسی کا باپ یا فرزند ہونا اس ذات پاک کے لئے محال ہے۔ اس کی ہمتائی اور اس جیسا

ہونا اس بات کی اس بارگاہ میں کچھ گنجائش نہیں۔ مخلوق کے ساتھ اتحاد یا اس میں ملول اس ذات سبحانہ کی شان کیلئے

عیب اور نقص ہے۔ اس جناب قدس کے لئے کسی شے میں پوشیدہ ہونا اور کسی شے میں ظاہر ہونا قبیح ہے۔ وہ

زمانہ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کی مخلوق ہے۔ اور وہ کسی مکان میں بھی نہیں کہہ سکتا کہ مکان بھی اسی کا پیدا کیا ہوا ہے۔

اس کے وجود کا آغاز نہیں۔ اور اس کی بقا کی نہایت نہیں۔ جو بھی خیر و کمال ہے۔ اس ذات سبحانہ کے حق حاصل ہے۔ اور جو بھی نقص و زوال ہے وہ اس بلند ذات سے منسوب اور بدو ہے۔ پس مستحق عبادت صرف وہی بلند ذات ہے۔ اور کائنات پرستش بھی وہی سبحانہ و تعالیٰ ہے۔

ایم اور کرشن اور ان کی مانند اور جو ہندوؤں کے محبوب ہیں سب انہی مخلوق ہیں اور انہیں ماں واپس نے جنا ہے۔ رام جنت کا بیٹا ہے۔ اور بھیم کا بھائی۔ اور سیتا سمورت کا شہر ہے۔

جب رام اپنی بیوی کی نگہداشت نہ کر سکا بلکہ راولن اس سے چھین کر لے گیا تو وہ دوسرے کی کیا مدد کرے گا۔ عقل و داناہش سے کام لینا چاہیے۔ ان کی تقلید نہیں کرنی چاہیے۔ ہزاروں دسے شرم و عار کی بات ہے کہ کوئی تمام جہانوں کے پروردگار کو رام یا کرشن کے نام سے یاد کرے۔ یہ تو اس طرح ہے کہ کوئی عظیم الشان بادشاہ کو کمترین خاکروب کے نام سے یاد کرے۔ رام اور کرشن کو ایک خیال کرنا نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ خالق اور مخلوق یکساں نہیں ہو سکتے۔ اور بے مثل ذات ممکن کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتی۔ رام اور کرشن کی پیدائش سے قبل پروردگار عالم کو رام و کرشن نہیں کہتے تھے۔ ان کے پیدا ہونے کے بعد کیا ہوا کہ رام اور کرشن کا نام اس ذات سبحانہ و تعالیٰ پر پڑے ہیں۔ اور رام اور کرشن کی یاد کو پروردگار کی یاد قرار دیتے ہیں۔ عاشر و کھٹا تم ماث و کھٹا ر فدا کی پناہ پھر خدا کی پناہ۔

ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام قرباً ایک لاکھ چوبیس ہزار گز سے ہیں۔ انہوں نے مخلوق کو خالق کی عبادت کی ترغیب دی ہے۔ اور غیر اللہ کی عبادت سے منع کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس کا بندہ عاجز سمجھا ہے۔ اور وہ اس ذات تعالیٰ کی محبت و خلعت سے ڈرتے اور لرزتے رہتے ہیں۔ اور ہندوؤں کے خداؤں نے مخلوقات کو اپنی عبادت کی ترغیب دی ہے۔ اور اپنے آپ کو الٰہ مانا ہے۔ اور اگرچہ وہ پروردگار کے قائل ہوتے ہیں لیکن اس کا اپنے اندر ملول و اتحاد بھی ثابت کیا ہے۔ اور اسی بنا پر مخلوق کو اپنی عبادت کی ترغیب دی ہے۔ اور اپنے آپ کو معبود گردانا ہے۔ اور بے تماشا حرام چیزوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس گمان میں کہ اللہ معبود کے لئے کوئی شے ممنوع نہیں۔ اپنی مخلوق میں جس طرح چاہتے تصرف کرے۔ یہ لوگ اس قسم کے بے شمار تخیلات فاسد رکھتے ہیں۔ یہ لوگ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ بخلاف ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جس چیز سے انہوں نے مخلوق کو روکا ہے اس سے خود بھی اکمل و اتم طریقہ پر باز رہے ہیں۔ انہوں نے رنج و تواضع اس کے تحت اپنے آپ کو بھی دوسرے لوگوں کی طرح انسان ہی کہا ہے۔ مصراع ہیں فنا و ست راہ کجاست تا کجا دیکھو راستے میں کس قدر فرق ہے۔

مکتوب نمبر ۱۶۸

مخدوم زادہ انگلی یعنی خواجہ محمد قاسم کی طرف سے درج فرمایا:

سلسلہ ساریفتہ کے بے بند مرتبہ ہونے اور اس جماعت کے حال کی شکایت کے بیان میں جنہوں نے اس طریقہ شریف کے ساتھ کئی طواری کی مہمات اور مہمات لاسی کر دی ہیں اور اس کے مناسب امور کے بیان ہیں۔

الحمد لله رب العالمين والسلام على سيد المرسلين وآله الطاهرين اجمعين۔ بعد دعوات کثیرہ اور تحریکات انحصارہ اعلیٰ جناب خواجہ مشائخ کرام تہجد اولیاء عظام حضرت مخدوم زادہ راہ حق پر مستقیم اللہ فکالے اسے سلامتی اور مردار عطا کرے اشتیاقی و آرزو مندی کا اظہار کرتا ہے۔ شعر
کیف الوصول الى سعاد و دونها قتل الجبال و دوشن حیووت
سعاد و مشرفہ کا وصال کس طرح ممکن ہے۔ جبکہ میرے اور اس کے درمیان پہاڑوں کی اونچی چوٹیاں اور شیبے فراز
حائل ہیں۔

حضرت مخدوم زادہ کو معلوم ہوا چاہیے کہ اس بلند طریقہ کی بلندی اور طبقہ نقشبندی کی رفعت التزام سنت اور بدعت سے اجتناب کے باعث ہے۔ اس لئے اس بلند طریقہ کے اکابر نے ذکر جبر سے اجتناب فرمایا ہے۔ اور ذکر قلبی کی تعلیم کی ہے۔ اور سماع، رقص، وجد و تواجہ سے جو آنسو و طریۃ الصلوٰۃ و اسلام اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے ذمہ نہیں تھا، منع کیا ہے اور خلوت نشینی اور چنگ کشی جو زمانہ صحابہ میں نہیں تھی اس کے بجائے خلوت و راجحی کو اختیار کیا ہے۔ تو لہذا اس التزام و پابندی پر نتائج عظیم مرتب ہو گئے ہیں۔ اور بدعت سے بچنے پر ثمرات کثیرہ حاصل ہوئے ہیں۔ اسی بنا پر یہ بات ہے کہ دوسروں کی نہایت ان کی ہدایت میں درج ہے۔ اور ان کی نسبت دوسروں کی نسبتوں سے فائق و اعلیٰ ہے۔ ان کا کلام امر ارض قلبیہ کے لئے دوا اور ان کی نظر علیٰ معنویہ سے شفا بخشی ہے۔ اور ان کی اعلیٰ توجہ عالموں کو کوئین کی گرفتاری سے نجات عطا کرتی ہے۔ اور ان کی بلند ہمت مریدوں کو پستی امکان سے بلند کر کے پہنچاتی ہے۔

اے آپ حضرت امام ربانی مجدد اثنی عشری اللہ تعالیٰ عزت کے پیروندہ حضرت خواجہ محمد ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے وراثت حضرت خواجہ انگلی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔

نقشبندیہ عجیب قافلہ سالارانہ کہ بہ ہزارہ بھٹاں بھرم قافلہ را
اردل ساکنک شہ جاذبیت شاکا برو و موسر علوت و لشکر جلد را

نقشبندیہ بزرگہ عجیب قافلہ سالارانہ جو پوشیدہ راستے سے قافلے کو حرم نگاہ پہنچا دیتے ہیں۔ ساکنک ماہ کے
دل سے ان کی صحبت کا جاذبہ و موسر علوت اور فکر جہت کو مٹا دیتا ہے۔

لیکن اس زمانہ میں کہ ریاست شریفہ سفاقتے نایاب کی طرح ہو چکا ہے۔ اور اپنا چہرہ پوشیدہ گی میں چھپا چکی ہے
اسی طبقہ کی ایک جماعت نے اس دولت عظمیٰ اور نصیب تقدیری کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ہر طرف اذیت پائی
مارے ہیں اور ان نفیس موتیوں کے عوض چند ٹھیکہ یوں پر خوش ہو چکے ہیں۔ اور پتھر کی طرح اخروٹ و سنفا کے ساتھ
آرم پذیر ہو چکے ہیں۔ انتہائی اضطراب و حیرانی کے باعث اکابر کا طریقہ تعمیر کرکے جس سے تعلیق پکڑتے ہیں اور
کبھی سماج و قیص سے آرام حاصل کرتے ہیں۔ اور انجمن میں ان کو خلوت عیسوی نہیں آتی تو انہوں نے چالیس روزہ علوت
کے چلے اختیار کئے۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ ان برہات کو اس نسبت شریفہ کا تہذیبی گمان کرتے ہیں۔ اور اس تہذیب
کو عین تعمیر شمار کرتے ہیں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ان کو انصاف کی اولین سعادت کرے۔ اور ان کے کمالات کا ایک
قسمت ہی ان کی جانوں کے دماغ تک پہنچائے۔ آج اور مس کی برکت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پاک
کی حرمت کے صدقے سے اور جبکہ ان بدعات و محدثات کچھ اس علاقہ میں پھیل چکی ہیں۔ اس مذہب اکابر کے اصل
طریقہ کو پوشیدہ کر دیا ہے۔ اور وہاں کے ہر شریفین و کبیر نے نئی اور جدید و متبع اختیار کر لی ہے۔ اور اصل اور
قدیم راستہ سے روگردان ہو چکے ہیں۔ دل میں گورا کو اس کا کچھ قصور اما جزا اس بلند آستانہ کے فادموں کی خدمت
میں اظہار کرے۔ اور اس وسیلہ و بہانہ سے اپنے دروہل کو باہر پھینکے۔ مجھے معلوم نہیں کہ مخدوم زادہ کی مجلس میں
کونسا گروہ ہوتا ہے۔ اور کونسا مجلس کون سا فرقہ ہے۔

خواہم بشتاد ذریعہ و رہیں منکر جبکہ سوز کا طوش کز شد منزل و آسائش خواہست
اس جگہ سوز فکر میں میری غیبت اور غمی ہے کہ تیری منزل اور تیری آسائش میری غیبت کا مقام میں کی کی خوش
میں ہے۔

اللہ سبحانہ سے اتنا ہے کہ وہ آپ کی جناب ندس کو اس ہر جگہ پھیلی ہوئی دبا سے محفوظ رکھے۔ اور اس ابتلا و
آذیتوں سے متاثر نہ ہونے سے آپ کے آستانہ شریفین کو بچائے۔

ہمارے مخدوم و مکرم راہروں نے اس طریقہ عالیہ میں اتنی نئی باتوں کو اس قدر رواج دے دیا ہے۔ کہ اگر کمال
لوگ یہ کہیں کہ اس طریقہ میں قربت کی پابندی اور سنت سے اجتناب ہے۔ تو انہیں یہ کہنے کی گنجائش ہے۔ نماز
مندیہ کو جمعیت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور اس بدعت کو سنت قرار دینے کی طرح مساجد میں ادا کرتے ہیں اور دینی

نکلتے ہیں۔ اور اس عمل کو ٹیک خیال کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے ہیں۔ حالانکہ فقہاء شہکندہ
 تعالیٰ سعید نے اسے مکروہ تحریمہ کہا ہے۔ اور جن فقہانے کراہت کے لئے تداعی کو شرط قرار دیا ہے۔ وہ بھی اس
 نفل نماز کی جماعت کے جواز کو ایک گوشہ مسجد کے ساتھ مقید کرتے ہیں۔ اور تین سے زیادہ افراد کے اجتماع کو
 فقہانے بالاتفاق مکروہ کہا ہے۔ نیز اس طرح نماز تہجد کو نیز رکعت شمار کرتے ہیں کہ بارہ رکعت کھڑے ہو کر ادا
 کرتے ہیں اور دو رکعت بیٹھ کر ادا کر دینا دو کو ایک کا حکم دیتے ہیں۔ یہ بات انہوں نے اس سے نکالی ہے کہ بیٹھ کر
 پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ثواب ملتا ہے۔ لیکن یہ علم عمل بھی سنت کے خلاف ہے۔ علی
 صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ حضرت پیغمبرؐ کی رکعت اور فراتی ہیں وہ وتر کے ساتھ ادا فرماتی ہیں اور
 رکعات تہجد کا طاق ہونا وتروں کی رکعات کے طاق ہونے سے پیدا ہوا ہے۔ اس طرح نہیں جو ان لوگوں کا
 گمان ہے۔

اندر کے پیشین گوئی غم دل تر سیدم کہ دل آزدہ شوی ورنہ سخی بسیار است
 ترجمہ میں نے تصور اس غم دل تر سے بیان کیا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ تو دل آزدہ ہوگا ورنہ تہمتیں بہت ہیں۔
 عجیب ہے کہ ماوراء النہر کے شہروں میں جو علماء حق کا مرکز ہیں اس قسم کی بدعات رواج پا چکی ہیں اور اس طرح
 کی نئی نئی باتیں شائع اور عام ہو چکی ہیں۔ حالانکہ ہم فقیروں نے علوم شرعیہ کو ان ہی علماء کی برکات سے استفادہ
 کیا ہے۔ اور کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ و درست بات دل میں ڈالنے والا ہے۔ اللہ سبحانہ ہمیں اور ہمیں شریعت
 مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے راستے پر ثابت رکھے اور جو بندہ اس پر آمین کہے اسے بھی اللہ
 اپنی رحمت سے نوازے۔

مکتوب نمبر ۱۶۹

شیخ عبد الصمد سلطان پوری کی طرف صادر ہوا۔

ایک مرید کے حال کے متعلق اس کے ایک سوال کے جواب میں۔ جس مرید نے اپنے پیر سے کہا تھا
 کہ اگر میرے خاص وقت میں جو مجھے حق سہار کے ساتھ نصیب ہوتا ہے تو بھی اگر درمیان میں آئے تو سر
 تن سے جدا کر دوں۔ پسند اس کی اس بات کو پسند کیا اور اپنے معافی میں لے لیا۔
 الحمد للہ سراب الملاحین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمدؐ والہ الطاہرین
 اجمعین۔ آپ کا مراسلہ شریف اور طبع و مہربانی سے بھرپور گرامی نامہ جو کرم نوازی کے طور پر آپ نے

بیس جہان وصول ہو اور فرحت و خوشی کا موجب ہو ایک بات آپ نے پوچھی تھی۔ مخدوم گرامی مفید اعلیٰ اور
بڑے مطلب جناب قدس خداوندی بل سلطانہ کی جناب تک پہنچنا ہے لیکن جبکہ طالب ابتداء میں اور اور کے مختلف
تعلقات کے باعث کامل میل کبیل اولیٰ میں ہے اور اس ذات تبارک و تعالیٰ کی جناب قدس نہایت پاکیزگی اور
بندی میں اور وہ مناسبت جو فیض دینے اور فیض لینے کا سبب ہے طالب و مطلوب کے درمیان مغلوط ہے تو
ضروری طور پر لاء ہائے اور لاء دیکھنے والے بیرو مشد کے بغیر چارہ نہیں جو بینہ میں واسطے کا کام دے اور
دونوں طرف سے وافر حصہ رکھتا ہو۔ تاکہ طالب کے مطلوب تک پہنچنے کا ذریعہ بنے اور جس قدر طالب کو مطلوب
کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ پیر مکمل طور پر اپنے آپ کو درمیان سے نکال لیتا ہے۔ اور طالب کو مطلوب
کے ساتھ اپنے واسطے کے بغیر وصل کر دیتا ہے۔ پس ابتداء اور درمیان میں مطلوب کو پیر کے آئینہ کے بغیر نہیں دیکھا
جاسکتا اور انتہا میں آئینہ پیر کے واسطے کے بغیر ہی مطلوب کا جمال صبر ہو جاتا ہے۔ اور بالکل برہنہ وصل حاصل
ہو جاتا ہے۔ اور اُس نے جو یہ کہا کہ پیر بھی اگر حاضر ہو تو سرتن سے جُدا کر دیں مگر کہ باعث کہا۔ اور اب استغاثت
ایسی بات نہیں کہتے اور یہ ادبی کہ راستے پر نہیں دوڑتے اور در اول کو پیر کی ہکات سے تلاش کرتے ہیں۔

والسلام

مکتوب نمبر ۱۸

شیخ فزلی طرف لکھا گیا،

اس بیان میں کہ جس طرح آدمی کے لئے حق مل و علی کے اوامر و نواہی کی فرماں برداری ضروری ہے
اسی طرح مخلوق کے حقوق ادا کرنا اور اُن کی ہمدردی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کے مناسب
امور کے بیان میں۔

الحمد لله و سلام علی عبادہ الذین اصطفوا۔ اے ہادرا شد آدمی کے لئے جس طرح حق مل و علی
کے احکام کی فرماں برداری اور ان باتوں سے اُس نے روکا ہے۔ اسے کرنا ضروری ہے اسی طرح مخلوق کے حقوق
کی ادائیگی اور اُن سے ہمدردی کا سلوک کرنا بھی ضروری ہے۔

التعلیم لہ و اللہ و الشفقتہ علی خلقہ
اللہ کے احکام کی تعلیم دینے والی کی بجا آوری اور
اللہ کی مخلوق کے ساتھ مہربانی اور شفقت کا سلوک۔

لے مرقۃ شرح مشکوٰۃ۔ مباح علی قاری۔